بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث

ہفت روزہ
اہلِ حدیث
لاہور

مجلۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

مسلک اہلحدیث کا داعی

بانی: حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

جلد: 48 | ۷ تا ۱۳ شعبان ۱۴۳۸ھ 5 تا 11 مئی 2017ء | شمارہ: 18



پانامہ کیس
JIT کو مسترد کرنا اعلیٰ عدلیہ کے فیصلے کی تضحیک ہے۔

امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر

حجیت حدیث
قرآن کریم اور حدیث نبوی لازم و ملزوم کیوں؟

"ھنگری" میں اسلام کی روشنی!

ماہِ شعبان
فضائل و مسائل ایک نظر میں!

قرآن و سنت کی روشنی میں

حسن خلق سے کیا مراد ہے......؟!

میدانِ محشر کے تین ہولناک مقامات؟!

دورانِ نماز ہاتھ کہاں تک اٹھائیں؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد ﷾

رشتہ داروں کے حقوق

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ (النسآء: 36)

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور احسان والا رویہ رکھو اور رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک سے پیش آؤ۔''

عبادت اور اطاعت صرف اور صرف اللہ کا حق ہے' اسی طرح اسی کی رضا اور خوشنودی کے لیے نیک اعمال کی بجا آوری ہونی چاہیے۔ اس کے بعد بندوں کے حقوق میں سب سے پہلے اعزہ و اقربا کے حقوق ہیں ان کے ساتھ حسن معاشرت اور صلہ رحمی، مصیبت و تنگی میں معاونت' تنگ دستی اور فقر میں صدقہ کے ذریعے مدد ایک رشتہ دار کا حق ہے۔ رشتہ داروں میں سب سے پہلے والدین ہیں اور والدین کے ساتھ حسن سلوک اولاد پر فرض ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (العنکبوت: 8)

''ہم نے ہر انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے۔''

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف بیان کرتے ہوئے قرآن نے ایک وصف یہ بھی بتلایا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ خوش اخلاق تھے:

﴿وَّبَرًّاۢ بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾ (مریم)

''اور (یحییٰ علیہ السلام) اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا' وہ گناہ گار اور سرکش نہ تھا۔''

اس کے بعد رشتہ داروں کے ساتھ بھی نیکی اور احسان والا معاملہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے چاہے وہ قریبی ہوں یا دور کے رشتہ دار' ان کے ساتھ نیکی کرنے اور صلہ رحمی کا حکم اس آیت مبارکہ میں ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنے کا مطلب مشکل اور پریشانی میں ان کا ساتھ دینا' غربت اور تنگ دستی میں اپنے مال میں سے ان پر خرچ کرنا اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

''آپ ﷺ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ فرما دیجیے کہ مال میں سے جو کچھ بھی تم خرچ کرو وہ تمہارے والدین، عزیز و اقربا، یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ تم جو بھی نیکی کرو گے اللہ کو اس کا پورا پورا علم ہے۔''

اللہ کی اطاعت میں رہنے اور شرک سے بچنے کے بعد والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا مطلب واضح ہے کہ اگر انسان ان اوامر کی پروا نہیں کرتا تو گویا وہ اللہ سے اعراض کرتا ہے، اس کے احکام سے منہ موڑتا ہے اور مخلوق کو ہیچ جان کر تکبر کی روش اپناتا ہے۔ اس پر تنبیہ کرتے ہوئے اللہ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا﴾ (النسآء)

''اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتے۔''

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی ﷫

فضیلت شعبان

فرمان نبوی ﷺ ہے: [عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: "كَانَ ﷺ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ، كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ إِلَّا قَلِيلًا".] (متفق علیه)

سیدہ عائشہ ؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کبھی پورا شعبان روزے رکھ کر گذارتے اور کبھی شعبان کے چند دنوں کے سوا پورا شعبان روزے رکھا کرتے تھے۔''

شعبان کا مہینہ بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ اس ماہ میں لوگوں کے اعمال اللہ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ اسی بنا پر آپ ﷺ تقریباً پورا شعبان روزے رکھتے رہتے۔ اس خیال سے کہ جب میرے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوں تو میں روزے کی حالت میں ہوں۔ آپ ﷺ خود تو شعبان کے مہینے میں کثرت سے نفلی روزے رکھتے تھے مگر امت کو تعلیم فرمائی کہ نصف شعبان تک نفلی روزے رکھ لیا کرو بعد میں نہ رکھو۔ اس کا سبب بھی بیان فرما دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نفلی روزے رکھ کر کمزور ہو جاؤ اور رمضان کے فرض روزے نہ رکھ سکو۔ خاص طور پر آپ ﷺ نے استقبال رمضان کے روزے رکھنے سے منع فرمایا ہے مگر ہماری قوم اس حکم کی مخالفت کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اکثر لوگ جو بڑے دیندار بھی ہیں استقبال رمضان کے روزے رکھتے ہیں۔ شعبان کی پندرھویں رات کو لوگوں نے شب براءت کا نام دیا ہے جبکہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ نام پایا نہیں جاتا۔ شب براءت فارسی ترکیب ہے جس کا معنی ہے آزادی۔ یعنی بری ہونے کی رات۔ ایسا کوئی مفہوم قرآن وسنت سے ثابت نہیں البتہ لیلۃ القدر کا ذکر موجود ہے' یہ رات تمام راتوں سے افضل ہے۔

شب براءت اسلامی تہوار نہیں' صرف اتنی بات بعض روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی نصف رات یعنی پندرھویں رات کو اہل زمین پر خصوصی توجہ کرتا ہے' اہل ایمان کو بخش دیتا ہے۔ کافروں کو توبہ کرنے کی مہلت دیتا ہے۔ شرک وکینہ اور بغض رکھنے والے کو معاف نہیں کرتا۔ شب براءت کو منانے میں جو کام ہمارے معاشرے میں کیے جاتے ہیں ان کا احادیث سے کوئی تعلق نہیں۔ مثلاً چراغاں کرنا' آتش بازی' حلوہ پوری کا اہتمام' نئے کپڑے پہننا' گھروں کی صفائی کرنا' مردوں کی روحوں کا گھروں کو آنا' شب بیداری کرنا' یہ سب کام شب براءت سے تعلق نہیں رکھتے۔ رات کی عبادت اور دن کے روزے والی روایت بھی ضعیف ہے اور نہ ہی کوئی خاص دعا حدیث سے ثابت ہے۔ صحابہ کرام ؓ ہم سے زیادہ نیک اعمال کی طرف راغب تھے' اگر کوئی عمل ایسا ہوتا جس سے صحابہ کرام ؓ کو کوئی فائدہ ہونے کی توقع ہوتی تو وہ ضرور کرتے مگر اس رات انہوں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جو ہماری قوم کر رہی ہے' یہ تمام رسومات ہیں ان سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔

3-5-17

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب رانا محمد شفیق خاں پسروریؒ
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشدؒ
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانویؒ

اس شمارہ میں

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ
ہفت روزہ ''اہل حدیث'' دفاتر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان
106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زرِ تعاون بھیجنے کے لیے
میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239

بدل اشتراک

سالانہ	600/- روپے
ششماہی	350/- روپے
بذریعہ وی پی	650/- روپے
بیرونی ممالک سے	6000/- روپے
فی پرچہ	20/- روپے

پبلشر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لیے ''دلستر پرنٹ ان'' شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

یومِ دستور!

گذشتہ دنوں وطن عزیز میں یوم دستور منایا گیا۔ ملک کی مقتدر شخصیتوں کے پیغامات بڑی اہمیت کے ساتھ شائع ہوئے۔ بڑے بڑے اخبارات میں بڑے بڑے مضامین لکھے گئے۔ ہماری رائے میں یوم دستور منانے کی ضرورت نہیں' بلکہ یہ عہد اور عزم کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم دستور کی پابندی کریں گے اور ملک کے امور دستور کے مطابق طے ہوں گے۔ خواہ ان کا تعلق عدلیہ سے ہو' مقننہ سے ہو' انتظامیہ سے ہو' شعبہ تعلیم سے ہو یا عائلی قوانین سے ہو' اصلاح معاشرہ سے ہو یا معیشت سے۔ الغرض زندگی کے تمام شعبے آئین کی پابندی کریں گے۔ یاد رہے کہ ملک کا یہ دستور ۲۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو منظور ہوا۔ اس سے پہلے دو دستور مارشل لاء کی بلاؤں کی نذر ہو گئے اور موجودہ دستور میں بھی حکمران اپنی مرضی کی ترامیم کرتے رہے ہیں۔ آیئے ذرا اس دستور کی مختصر تاریخ پر نظر ڈالیں۔ قرار داد مقاصد پہلی دستور ساز اسمبلی نے ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو منظور کی۔ اس وقت قائد اعظم محمد علی جناح بقید حیات تھے اور ان کے رفقاء بھی موجود تھے۔ وزیر اعظم خان لیاقت علی خاں نے قرار داد مقاصد پیش کی اور اسمبلی نے پاس کی' جو دستور کا حصہ ہے۔ بعض حلقوں نے چند اعتراضات کیے تو ۲۱ تا ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء کو کراچی میں تمام مکاتب فکر کے ۳۱ علماء نے اپنے اجتماع میں متفقہ طور پر ۲۲ نکات منظور کیے جو دستور کا جزو ہیں۔ اس پر کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مگر یہ نکات بھی عمل کے لیے منتظر ہیں۔

قرار داد مقاصد اور علماء کے ۲۲ نکات میں یہ امر واضح طور پر موجود ہے کہ ''اصل حاکم تشریعی وتکوینی حیثیت سے رب العالمین ہے اور اسی نے جمہور کی وساطت سے مملکت پاکستان کو اختیار حکمرانی اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کے لیے نیابتاً عطاء فرمایا ہے۔ یہ اختیار حکمرانی ایک مقدس امانت ہے۔ اسی کی روشنی میں دستور مرتب کیا گیا۔ جس میں یہ طے ہوا کہ ملک کا قانون کتاب وسنت پر مبنی ہو گا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا نہ کوئی ایسا حکم دیا جا سکے گا جو کتاب وسنت کے خلاف ہو۔'' قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے محمد! تیرے رب کی قسم ہے کہ یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں تم کو فیصل نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریں۔ بلکہ ہر طرح تسلیم کر لیں۔'' (النساء) پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائدہ میں قانون شریعت کے خلاف کسی قانون کے نفاذ پر سخت حکم دیا ہے: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ ﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

قیام پاکستان سے قبل قائد اعظم نے عید کا پیغام دیتے ہوئے کہا تھا کہ ''یہ ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآنی تعلیمات محض عبادات اور اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ قرآن حکیم مسلمانوں کا دین وایمان اور ضابطۂ حیات ہے۔ یعنی مذہبی' معاشرتی' تجارتی' تمدنی' عسکری' عدالتی اور تعزیری احکام کا مجموعہ ہے۔ اسی طرح رسول پاک ﷺ کی سیرت طیبہ ہر مسلمان کے انفرادی اور اجتماعی معاملات میں اسوۂ حسنہ کی حیثیت رکھتی ہے۔''

یوم دستور ہم نے منا لیا' آیئے ذرا دیکھیں کہ ہم اس پر کہاں تک عمل پیرا ہیں۔ ہمارا معاشی نظام پورے کا پورا سود پر مبنی ہے۔ ملکی معیشت سو فیصد سود پر رواں دواں ہے۔ حالانکہ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اگر تم سود سے باز نہیں آتے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے۔'' اسلام نے عام انسانوں کی ضرورتوں کے لیے قرض حسنہ پر زور دیا ہے' تجارت کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں سود کی مذمت کی گئی ہے' پاکستان کی عدالت عظمیٰ سود کے خلاف فیصلہ دے چکی ہے۔ مگر حکمران اس فیصلے کے نفاذ میں مختلف طریقوں سے حائل ہیں۔ کیا یہ بات ایک اسلامی مملکت کو زیب دیتی ہے؟ اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور اس کی خوشنودی کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ کے قانون کو معاشرہ میں پوری طرح نافذ کیا جائے۔ قیام پاکستان کو ۷۰ سال گزر چکے ہیں۔ اسلامی نظام کا نفاذ دور بین سے بھی کہیں نظر نہیں آتا۔ حکمران کل قیامت کو

اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا جواب دیں گے؟

اب آئیے ذرا دیکھیں کہ اردو جو ہماری قومی زبان ہے اس کا کیا حشر ہو رہا ہے؟ ۲۰۱۵ء کے آخر میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے اردو کو سرکاری اور دفتری زبان کے طور پر فوری نافذ کرنے کا حکم جاری کرتے ہوئے واضح کیا تھا کہ ''آئین کا اطلاق ہم سب پر فرض ہے۔ اس معاملے میں کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔ وفاقی اور صوبائی سطح پر حکومت چلانے کے لیے ایک غیر ملکی زبان کا استعمال غیر ضروری ہے۔ صدر مملکت' وزیر اعظم اور تمام وفاقی سرکاری نمائندے اور افسران ملک کے اندر اور باہر اردو کو ذریعہ تقاریر بنائیں۔ تین ماہ کے اندر اندر وفاقی اور صوبائی قوانین کا قومی زبان میں ترجمہ کر لیا جائے۔'' فیصلے میں یہ بھی کہا گیا کہ ''پورے ملک میں چھوٹی بڑی شاہراہوں کے کناروں پر راہ نمائی کے لیے نصب سائن بورڈ تین ماہ کے اندر موجودہ انگریزی الفاظ کے ساتھ اردو میں بھی نصب کیے جائیں۔ اردو کے نفاذ و ترویج کے سلسلہ میں ادارہ فروغ قومی زبان کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ آرٹیکل ۲۵۱ کے احکامات کو بلا تاخیر نافذ کیا جائے۔ عمل درآمد کی رپورٹ تین ماہ کے اندر عدالت میں پیش کی جائے۔''

اس وقت کے چیف جسٹس جواد اویس خواجہ کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے تین رکنی فل بنچ نے اردو کو بطور سرکاری زبان رائج کرنے سے متعلق فیصلہ اردو میں سنایا۔ افسوس کی بات ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلہ پر پوری طرح عمل نہیں ہو رہا۔ ہمارے نمائندے بیرون ملک انگریزی میں خطاب کرتے ہیں جبکہ اردو دنیا کی پانچویں بڑی زبانوں میں شامل ہے۔ خدا جانے بعض عناصر اردو کے خلاف سازشوں میں کیوں مصروف ہیں۔ جبکہ آئین میں اسے قومی زبان کا درجہ دینے کی ضمانت موجود ہے۔

قائد اعظمؒ نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ ''صوبے میں دفتری زبان استعمال کے لیے اس صوبے کے لوگ جونسی زبان چاہیں منتخب کر سکتے ہیں۔ یہ مسئلہ نا اصتاً صرف اس صوبے کے لوگوں کی خواہشات کے مطابق حل ہو گا۔ البتہ پاکستان کی سرکاری زبان جو مملکت کے مختلف صوبوں کے درمیان افہام و تفہیم کا ذریعہ ہے صرف ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ اردو ہے۔'' حقیقی بات یہ ہے کہ اردو وہ زبان ہے جسے برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے پرورش کیا۔ جسے پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سمجھا جاتا ہے۔ یہ وہ زبان ہے جو دوسری صوبائی اور علاقائی زبانوں سے کہیں زیادہ اسلامی روایات' اسلامی ثقافت' اسلامی لٹریچر اور ہماری پہچان کے بہترین سرمائے پر مشتمل ہے اور دوسرے اسلامی ملکوں کی زبانوں سے قریب ترین ہے۔

آخر میں ہم یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ حکومت' آئین اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق فوری طور پر اردو کو سرکاری اور قومی زبان بنانے کے اقدامات کرے۔ اس سلسلہ میں کئی اداروں نے بہت سا کام کیا ہے۔ ضرورت یہ ہے کہ اسے رو بہ عمل لایا جائے۔

جے آئی ٹی کو مسترد کرنا اعلیٰ عدلیہ کے فیصلے کی تضحیک اور استعفے کا مطالبہ بلاجواز ہے۔ امیر محترم

اپوزیشن جے آئی ٹی کی تحقیقات تک صبر کرے' فوج کے اداروں کو سیاست کی نذر مت کیا جائے۔ پنجاب کابینہ کے اجلاس سے خطاب

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ جے آئی ٹی کو مسترد کرنا اعلیٰ عدلیہ کے فیصلے کی تضحیک ہے۔ عدلیہ کے احترام کا درس دینے والے اب اسکا مذاق اڑا رہے ہیں۔ وزیر اعظم سے استعفے کا مطالبہ بلاجواز ہے۔ اپوزیشن جے آئی ٹی کی تحقیقات تک صبر کرے۔ فوج کے اداروں کو سیاست کی نذر مت کیا جائے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز راوی روڈ پر مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی کابینہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ جسکی صدارت صوبائی امیر مولانا حافظ عبدالستار حامد نے کی۔ پروفیسر ساجد میر نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ممبئی میں ہندو انتہا پسند تنظیم کی طرف سے پاکستانی مصنوعات فروخت کرنے والے شاپنگ مال پر دھاوا بولنے کی شدید مذمت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ بھارت میں انسانی جانیں غیر محفوظ اور گائے کی زندگی قیمتی ہے۔ بھارت کا جنگی جنون اور پاکستان دشمنی خود ان کیلئے خطرناک ثابت ہوگی۔ بھارت کی پاکستان کے خلاف پالیسی جارحانہ ہے۔ بھارتی رویے سے معاملات بہتری کی طرف نہیں جا سکتے۔ بھارت میں اقلیتوں کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے، سب کے سامنے ہے۔ حکومت بھارتی مصنوعات پر پابندی کا اعلان کرے۔۔ انہوں نے کہا کہ عالمی برادری کشمیر کی صورتحال کا نوٹس لے۔ پاکستان سفارتی محاذ پر اپنا مقدمہ مضبوطی کے ساتھ لڑنے کے لیے اقدامات کرے کیونکہ بھارت، ایران اور سعودی عرب کو ہائی جیک کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ دبئی اور ابوظہبی میں اپنے اثرات چھوڑ رہا ہے۔ افغانستان میں ہمارے خلاف مورچہ زن ہے۔ مودی نے پاکستان کیخلاف سیاسی، سفارتی اور عسکری محاذوں پر غیر علانیہ جنگ چھیڑی ہوئی ہے، ہر محاذ پر ہم حالت جنگ میں ہیں۔ نام نہاد روشن خیال دانشوروں کا ٹولہ، انتظامیہ ہو یا مقننہ سوسائٹی ہو یا ڈالرز مافیا' این جی اوز ان میں علیحدگی پسندوں اور جاسوسوں کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے موجود ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ کلبھوشن کا باب جتنا جلدی ہو سکے بند کیا جائے۔ اس لیے ضروری ہے کہ کلبھوشن کی اپیل سب سے پہلے سنی جائے اور اس معاملہ کو طول نہ دیا جائے۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے 39 اسلامی ملکوں کے فوجی اتحاد کی سربراہی کیلئے جنرل راحیل شریف کے انتخاب کو پاکستان کیلئے باعث فخر و افتخار قرار دیا اور امید ظاہر کی کہ اپنے درخشاں ماضی کی طرح جنرل راحیل اپنی نئی ذمہ داریوں کی ادائیگی میں بھی مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے ملک کا سر فخر سے بلند کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ اجلاس میں ناظم پنجاب میاں محمود عباس، سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ، مولانا مبشر مدنی، پروفیسر سعید احمد کلیروی، مولانا عرفان اللہ ثنائی، حافظ محمد عمران عریف، حافظ مسعود اظہر، محمد ابرار ظہیر، مولانا قاری عنایت اللہ رحمانی، قاری عبدالمتین اصغر اور حافظ عبدالغفار نقیب و دیگر علماء نے بھی شرکت کی۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: Mob.: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: Email: markaz.dirasat@gmail.com

حسن خلق سے کیا مراد ہے؟!

سوال ہم اپنے معاشرہ میں دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ وضع قطع کے اعتبار سے بہت خوش اخلاق ہوتے ہیں' لیکن معاملات' لین دین کے سلسلہ میں وہ اچھے نہیں ہوتے' دین اسلام میں خوش اخلاقی سے کیا مراد ہے' اور اس کا کیا مقام ہے؟

جواب اخلاق' خلق کی جمع ہے اس کا معنی عادات ہیں۔ حسن خلق سے مراد وہی عادات ہیں جن کا اعتبار دین اسلام نے کیا ہے اور معاشرتی طور پر بھی انہیں عمدہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ایسی خوش اخلاقی' جس میں اللہ کے حقوق کی ادائیگی نہ ہو اس کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی حقوق اللہ تو ادا کرتا ہے لیکن حقوق العباد میں افراط وتفریط کا شکار ہے تو اسے بھی خوش اخلاقی کا مظہر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے حسن اخلاق کی وضاحت بایں الفاظ کی ہے: ''خندہ پیشانی' بھلے کام کرنے اور تکلیف دہ چیزوں سے رُک جانے کا نام حسن خلق ہے۔'' (ترمذی' البر والصلہ: ۲۰۰۵)

ہمارے رجحان کے مطابق حسن اخلاق کے دائرہ میں دیانت وامانت' عدل وانصاف' تواضع وانکساری' حق گوئی وثابت قدمی' ایثار وقربانی' ہمدردی ومہربانی' قناعت وسادگی' خلوص ومحبت' شرم وحیا' شرافت وپاکیزگی' خوش کلامی اور بردباری سب اس میں شامل ہیں۔ اسی قسم کے حسن خلق کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''میزان میں حسن خلق سے بڑھ کر اور کوئی چیز بھاری نہیں ہوگی۔'' (ابوداود' الادب: ۴۷۹۹)

نیز اس قسم کے خوش اخلاق کے لیے بشارت دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اس شخص کے لیے جو اپنے اخلاق کو عمدہ بنا لے' جنت کی اعلیٰ منازل میں ایک محل کا ذمہ دار ہوں۔'' (بیہقی: ج۱۰' ص ۲۴۹)

مذکورہ بالا صفات کا حامل انسان' روزے دار اور نماز پڑھنے والے کے مقام کو حاصل کر لیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''اچھے اخلاق کا مالک' روزے دار اور نمازی کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔'' (ترمذی' البر والصلہ: ۲۰۰۳)

ہمیں چاہیے کہ اپنے حسن اخلاق میں مذکورہ امور کا خیال رکھا کریں۔ واللہ اعلم!

میدان محشر کے تین ہولناک مقامات

سوال میدان محشر کے وہ تین مقامات کونسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا اور ہر ایک دوسرے کو بھول جائے گا؟ ان مقامات کی تعیین کسی حدیث میں آئی ہے تو اس حدیث کی نشاندہی کر دیں۔

جواب محشر کے تمام مراحل انتہائی دہشت ناک ہیں' خاص طور پر تین مقامات تو انتہائی سخت اور جاں گسل ہوں گے' جن کی وضاحت ایک حدیث میں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے ان کے پاس ایک دن جہنم کا ذکر ہوا تو وہ رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے رونے کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا اللہ کے رسول! مجھے جہنم یاد آئی ہے تو رونے لگی ہوں۔ کیا آپ ہمیں قیامت کے دن یاد رکھیں گے؟ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین مقامات ایسے ہیں جہاں کوئی کسی کو یاد نہیں کرے گا' ہر ایک کو اپنی پڑی ہوگی۔ ① ترازو کے پاس حتی کہ پتہ چل جائے کہ اس کا تول ہلکا ہے یا بھاری۔ ② نامۂ اعمال ملنے کے وقت' جب کہے گا آؤ میرا اعمال نامہ پڑھو حتی کہ معلوم ہو جائے گا کہ اس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ آتا ہے یا بائیں میں یا کہ پیچھے سے۔ ③ تیسرا مقام پل صراط ہے جب اسے جہنم کے عین وسط میں کیا جائے گا۔'' (ابوداود' الادب: ۴۷۵۵)

یہ روایت سند کے اعتبار سے ذرا کمزور ہے کیونکہ حسن بصری اسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں جبکہ ان کی ملاقات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ میدان محشر میں یہ تین مقامات انتہائی سخت اور خوفناک ہوں گے۔ قرآن کریم میں ان تینوں مقامات کو بڑی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ میزان کے متعلق قرآن کریم میں ہے: ''قیامت کے دن ہم عدل وانصاف پر مبنی ترازو قائم کریں گے' کسی جان پر کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ اگر کسی کا ظلم رائی کے دانے کے برابر بھی ہوا تو ہم

اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔'' (الانبیاء: ۴۷)

نامۂ اعمال کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''ہم ہر انسان کے اعمال کو کتاب کی صورت میں اس کے گلے میں لٹکا دیں گے اور قیامت کے دن اسے نکال کر دکھائیں گے جسے وہ کھلا ہوا دیکھے گا' اسے کہا جائے گا اپنی کتاب پڑھ لے اور تو آج اپنا حساب خود کر لے' تیرے محاسبے کے لیے یہی کافی ہے۔'' (الاسراء: ۱۳)

پل صراط کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور تم میں سے ہر ایک نے اس کے اوپر سے گذر کر جانا ہے' یہ تمہارے پروردگار پر لازم اور طے شدہ ہے۔'' (مریم: ۷۱)

بہر حال یہ تینوں مقامات' ترازو' اعمال نامہ کی تقسیم اور پل صراط سے گذرنا انتہائی خوفناک ہیں۔ اس ہولناکی سے بچنے کے لیے ہم نے اس دنیا میں ہی بندوبست کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

غیر مسلم کے استعمال شدہ کپڑے اور برتن

سوال غیر مسلم خادمہ کے دھلے ہوئے کپڑے پہننا یا اس کے ہاتھ کا تیار شدہ کھانا استعمال کرنا یا ان کے استعمال کردہ برتنوں کو اپنے استعمال میں لانا شرعاً کیسا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت کر دیں۔

جواب کھانا پکانے' کپڑے دھونے اور اسی طرح دوسرے کاموں کے لیے ایک کافر اور غیر مسلم سے خدمت لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ نظافت وصفائی کا خیال رکھتا ہو اور خود گندہ نہ رہتا ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کافر لونڈیوں اور غیر مسلم غلاموں سے خدمت لیتے تھے اور اسی طرح بلاد کفر سے درآمد شدہ کپڑے اور خوراک بھی استعمال کرتے تھے۔ غیر مسلم اگر اپنے برتنوں میں شراب نوشی کرتے ہیں یا ان میں خنزیر کا گوشت پکاتے ہوں تو بوقت ضرورت انہیں اچھی طرح دھو کر استعمال کرنے میں بھی چنداں حرج نہیں۔ اسی طرح ان کے استعمال شدہ کپڑے بھی دھو کر استعمال کیے جا سکتے ہیں کیونکہ ان کی طہارت کا ہمیں علم نہیں۔ سیدنا ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اللہ کے رسول! ہم اہل کتاب کفار کے علاقے میں ہوتے ہیں تو کیا ان کے برتنوں میں کھانا کھا لیا کریں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تمہیں ان کے برتنوں کے علاوہ دوسرے برتن میسر ہوں تو پھر ان کے برتنوں میں کھانا مت کھاؤ' اگر تمہیں دیگر برتن میسر نہ آئیں تو پھر تم ان کے برتنوں کو اچھی طرح دھو کر اپنے استعمال میں لا سکتے ہو۔'' (مسلم' الصید: ۱۹۳۰)

ہمارے رجحان کے مطابق اگر کوئی مسلمان خادم نہ مل سکے تو غیر مسلم خادم سے خدمت لی جا سکتی ہے اور غیر مسلم کے برتن بھی استعمال کیے جا سکتے ہیں بشرطیکہ دوسرے برتن نہ مل سکیں۔ بصورت دیگر انہیں اچھی طرح دھو کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم!

دوران نماز ہاتھ کہاں تک اٹھائیں؟!

سوال جب ہم نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہئیں؟ انہیں کندھوں کے برابر اٹھانا چاہیے یا کانوں کے برابر' قرآن وحدیث کی روشنی میں اس مسئلہ کی وضاحت کریں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کچھ لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔

جواب جب نمازی' نماز پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کے برابر تک اٹھائے' کانوں کو پکڑنا حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے۔ (بخاری' الاذان: ۷۳۵)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس حدیث پر بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ''نمازی کہاں تک اپنے ہاتھ اٹھائے۔'' (بخاری' الاذان: باب نمبر ۸۵)

سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ اٹھاتے تا آنکہ انہیں اپنے کانوں کے برابر کر لیتے۔'' (مسلم' الصلوٰۃ: ۸۶۵)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نمازی کو اپنے ہاتھ کانوں کے برابر تک اٹھانے چاہئیں۔ سیدنا مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں اپنے ہاتھ کانوں کی لوؤں تک اٹھاتے تھے۔ (ابوداود' الصلوٰۃ: ۷۴۵)

مذکورہ احادیث میں ہاتھوں کو اٹھانے کی حد کے متعلق تین مقامات بیان ہوئے ہیں: ① کندھوں کے برابر ② کانوں کے برابر ③ کانوں کی لوؤں کے برابر۔

مختلف اوقات میں ان تمام احادیث کے مطابق عمل کرنا درست ہے' ہاتھوں کو کندھوں' کانوں اور کانوں کی لوؤں کے برابر اٹھانا تینوں طرح درست ہے۔ واللہ اعلم!



وحی الٰہی سے منہ پھیرنا جرم ہے

امام مسجد الحرام
فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر فیصل غزاوی حفظہ اللہ
مترجم: جناب محمد عاطف الیاس
نظر ثانی: جناب حافظ یوسف سراج

تاریخ — 24 رجب 1438ھ/ 21 اپریل 2017ء

حمد وثناء کے بعد:

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بڑی کرم نوازی ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو سیدھی راہ دکھائی، ان کے لیے حق واضح فرما دیا، تاکہ وہ اس پر چلیں اور باطل کو بھی کھول کر بیان کر دیا، تاکہ وہ اس سے دور رہیں۔

حق پر چلنے والوں اور ہدایت الٰہی کے پیروکاروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ نہ تو گمراہ ہوں گے اور نہ برے انجام کا شکار۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا وہ نہ بھٹکے گا نہ بدبختی میں مبتلا ہوگا۔ جو میرے ذِکر سے منہ موڑے گا اُس کے لیے دنیا میں تنگ زندگی ہو گی اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے'' (طٰہٰ)

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ حق اور ہدایت کے پیروکار دنیا میں گمراہ نہیں ہوں گے، بلکہ وہ ہدایت کے سیدھے راستے پر چلتے رہیں گے اور آخرت میں نہ صرف برے انجام سے بچے رہیں گے، بلکہ وہ جنت میں عزت والے مقام پر ہوں گے۔ اسی طرح کتاب وسنت سے روگردانی کرنے والوں کی دنیا کی زندگی تنگی، پریشانی اور مشکلات کے عذاب سے بھری ہو گی اور آخرت میں ان کے لیے جہنم کی دردناک سزا ہوگی۔

بھائیو! انسان یا تو اللہ کی طرف سے آنے والے حق وہدایت کو تسلیم کر کے راہ راست پا لیتا ہے یا گمراہی اختیار کر کے گھاٹا پانے والا بن جاتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا باقی رہ جاتا ہے؟'' (یونس)

ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

''جو شخص حق کے کسی پہلو کا انکار کرتا ہے، وہ یقینی طور پر باطل کے ایک پہلو کا شکار ہو جاتا ہے۔ جو شخص عبادت کر کے رضائے الٰہی حاصل کرنے سے منہ موڑتا ہے، وہ اپنے اعمال سے مخلوق کی رضامندی حاصل کرنے میں لگا دیا جاتا ہے۔ یعنی وہ پھر نفع اور نقصان، زندگی اور موت، سعادت مندی اور بدبختی کے مالک کی عبادت چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرنے لگتا ہے جن کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔ اسی طرح جو اللہ کے لیے مال خرچ کرنے سے منہ موڑتا ہے، وہ غیر اللہ کے لیے مال خرچ کرنے لگتا ہے اور جو اللہ کے لیے عبادت میں تھکنے سے منہ موڑتا ہے وہ یقینی طور پر مخلوق کی خدمت میں خود کو تھکانے لگتا ہے۔''

اے مسلمانو! آج کے معاشرے میں ہمیں جو کتاب وسنت اور احکام الٰہی سے دوری نظر آتی ہے،

وحی الٰہی سے روگردانی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اور نبوی احادیث کی غیر صحیح تاویل یا غلط تشریح کی جائے۔ بہت سے عقل کے غلام دین کے ساتھ یہی سلوک کر رہے ہیں۔ وہ آیت یا حدیث کے الفاظ نہیں بدلتے، بلکہ ان کی تشریح اور تفسیر بدل ڈالتے ہیں۔

گناہوں کی کثرت اور عقلی دلائل، ذاتی سمجھ اور عادات وتقالید کے ساتھ لوگوں کا لگاؤ اور شرعی احکام کی خلاف ورزی نظر آتی ہے، اسے دیکھ کر ہر غیرت مند کو بڑا افسوس ہوتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں کئی صورتوں میں احکام الٰہی کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ اس کی ایک شکل یہ ہے کہ دین نااہل لوگوں سے سیکھا جائے۔ عوام الناس ایسے لوگوں کے پاس دین سیکھنے جاتے ہیں جن کے پاس دینی علم نہیں ہوتا، بلکہ جن کا دین اور دین داری سے کسی قسم کا تعلق ہی نہیں ہوتا، لیکن چونکہ ان کے لیے مشہوری کی گئی ہوتی ہے، انہیں بڑے بڑے القابات دیے گئے ہوتے ہیں اور ان کے فتووں کی تشہیر کی گئی ہوتی ہے، تو لوگ ان کے دھوکے میں آ کر ان سے دین سیکھنے لگتے ہیں اور ان پر اعتماد کرنے لگتے ہیں حالانکہ وہ فتویٰ دینے یا دینی معاملات میں اجتہاد کرنے کے قابل ہی نہیں ہوتے۔ انہی لوگوں کی وجہ سے عوام سچے نصیحت کرنے والوں اور گمراہ کرنے والوں میں فرق نہیں کر پاتے۔

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مجھے اپنی امت کے بارے میں گمراہ کرنے والے رہنماؤں کا بڑا خدشہ ہے۔'' (مسند احمد)

اے میرے مسلمان بھائی! معتبر اہل علم کو چھوڑ کر علم سیکھنے کے لیے، دوسرے لوگوں کا رخ کرنے سے بچ جاؤ۔

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں:

''خیال کرنا کہ تم اپنا استاد کس کو بناتے ہو؟ کیونکہ جو علم تم سیکھو گے وہی تمہارا دین ہوتا ہے۔''

وحی الٰہی سے روگردانی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ قرآنی آیات اور نبوی احادیث کی غیر صحیح تاویل یا غلط تشریح کی جائے۔ بہت سے عقل کے غلام دین کے ساتھ یہی سلوک کر رہے ہیں۔ وہ آیت یا حدیث کے الفاظ نہیں بدلتے، بلکہ ان کی تشریح اور تفسیر بدل ڈالتے ہیں۔ یوں آیت اور حدیث کے الفاظ تو وہی رہتے ہیں، لیکن ان کا مطلب مسخ ہو کر رہ جاتا ہے۔

وحی الٰہی سے انحراف کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ شرعی احکام کی درستی یا غلطی کا فیصلہ انسانی سوچ یا ناقص انسانی عقل کی بنا پر کیا جائے۔ یہ تو بدترین گمراہی ہے کہ وحی الٰہی اور احادیث نبویہ کے مقابلے میں انسانی رائے اور خواہش کو مقدم کر دیا جائے۔

اللہ کے بندو! وحی الٰہی سے روگردانی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ اسلامی شریعت کو جدید دور کے تقاضے پورے کرنے کے قابل نہ سمجھا جائے یا اس کے احکام کو جامد اور دورِ جدید میں، ناقابل عمل سمجھا جائے۔ ایسی باتیں کرنے والے حقیقت میں یہ چاہتے ہیں کہ اسلامی شریعت کو سیاست سے الگ کر دیا جائے، مغربی طرز زندگی اور انسان کے بنائے ہوئے احکام اپنائے جائیں۔ بلاکت

ہے ان کے لیے یہ کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں؟!

بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ مسلمانوں کے دنیاوی معاملات میں شریعت کا عمل دخل ختم کر کے اس کی جگہ جاہلیت کے طور طریقے رائج کر دیے جائیں؟!

فرمان الٰہی ہے:

''تو کیا پھر یہ لوگ جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں۔'' (مائدہ)

وحی الٰہی سے جان چھڑانے کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ شریعت کے ان احکام کو ٹھکرا دیا جائے جو ہمارے ذاتی فائدے یا نفع میں رکاوٹ بنتے ہوں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

''تو کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کے ساتھ کفر کرتے ہو'' (بقرۃ)

وحی الٰہی کی نافرمانی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ دین اسلام کے سیدھے اور معتدل راستے سے ہٹ کر یا تو کمی اور احکام کی خلاف ورزی کی راہ اپنائی جائے یا غلو اور تشدد کی راہ اپنائی جائے۔

حالانکہ ہمارے دین نے تو ہر معاملے میں اعتدال اور میانہ روی کا حکم دیا ہے یہاں تک کہ اس امت کی شناخت ہی اعتدال پسندی ہے۔ فرمان الٰہی ہے:

''اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے۔'' (بقرۃ)

امام قرطبیؒ فرماتے ہیں:

''اعتدال کی تعریف اسی لیے کی گئی ہے کہ وہ مبالغہ سے بھی دور ہوتا ہے اور کوتاہی سے بھی۔ یعنی یہ امت نہ تو عیسائیوں کی طرح انبیاء کے معاملے میں شرعی حد سے بڑھتی ہے اور نہ یہودیوں کی طرح انبیاء کے حق میں گستاخی کرتی ہے۔''

اللہ کے بندو! اس امت کی میانہ روی اس کے طریقے اور نظام میں اعتدال کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ یہ امت درمیانی راہ پر چلنے والی امت ہے کہ جس میں نہ تو کمی ہے نہ زیادتی، نہ مبالغہ ہے نہ کوتاہی، نہ تشدد اور سختی ہے اور نہ ضرورت سے زیادہ نرمی۔

وحی الٰہی سے روگردانی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ عبادت کی مقررہ مقدار پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس سے بڑھ کر ایسی عبادتیں گھڑ لی جائیں کہ جن کا حکم کتاب وسنت میں نہیں آیا۔ جیسے بعض موقعوں اور بعض دنوں کو عبادت کے لیے خاص کر لینا، بعض خاص دنوں میں صدقہ، تہجد، ذکر اور عبادت کا خصوصی اہتمام کرنا۔

اسی کی ایک مثال یہ ہے کہ رجب کے مہینے کے حوالے سے بہت سی بے بنیاد اور غیر صحیح حدیثیں ہیں کہ جن کے متعلق علماء یہ بیان کر چکے ہیں کہ وہ جھوٹی اور گھڑی ہوئی ہیں۔ اس کے باوجود بہت سے لوگ رجب کے مہینے میں بالخصوص اس کی ستائیسویں رات میں ایسی عبادتوں کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں کہ جن کا حکم نہ تو ہمارے نبی کریم ﷺ نے دیا ہے اور نہ ہی وحی الٰہی نے۔

نبی کریم ﷺ نے تو خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا:

''جس نے ہمارے دین میں کوئی نئی چیز شامل کی

وحی الٰہی سے روگردانی کی ایک شکل یہ بھی ہے کہ عبادت کی مقررہ مقدار پر اکتفا نہ کیا جائے، بلکہ اس سے بڑھ کر ایسی عبادتیں گھڑ لی جائیں کہ جن کا حکم کتاب وسنت میں نہیں آیا۔

تو وہ اسی پر مردود ہے۔'' (بخاری ومسلم)

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جو ہمارے طریقے کے خلاف ہے تو وہ عمل اسی پر لوٹا دیا جاتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ سے رجب کے مہینے میں عمرہ کرنا بھی ثابت نہیں بلکہ سیدہ عائشہ ؓ نے اس کی نفی کی تھی، فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ نے رجب کے مہینے میں کبھی عمرہ نہیں کیا تھا۔'' (بخاری ومسلم)

اسی طرح شب معراج کی تاریخ بھی صحیح روایات سے ثابت نہیں ہوتی۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''شب معراج کی نہ تو تاریخ معلوم ہے، نہ ہفتہ اور نہ مہینہ، بلکہ اس کے متعلق آنے والی روایات ایک دوسرے سے ٹکراتی ہیں اور ان کی بنا پر کسی نتیجہ پر پہنچنا مشکل ہے۔''

اگر شب معراج کی تاریخ معلوم بھی ہو جائے تو بھی دوسری راتوں کو چھوڑ کر اس میں عبادت کا خصوصی اہتمام کرنا درست نہیں ہو سکتا، اس کی یاد میں بدعتوں اور غیر شرعی امور پر مشتمل محفلیں کرانا تو درکنار، اس میں توصحیح عبادت کا اہتمام کرنا بھی نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے نہ صحابہ کرام سے اور نہ تابعین عظام سے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں درست راستہ دکھائے، ہمیں اپنے نفس کے شر سے محفوظ فرمائے، ہمیں حق کو حق ہی کر دکھائے اور اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، باطل کو باطل ہی کی صورت میں دکھائے اور ہمیں اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں کتاب وسنت پر عمل کرنے والا بنائے، اختلافی معاملات میں حق کی راہ دکھائے، یقیناً وہ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف لیجاتا ہے۔

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد:

آج دین اسلام پر بہت سے حملے کیے جا رہے ہیں اور اس کے خلاف کئی سازشیں کی جا رہی ہیں۔ افسوس کہ بہت سے مسلمان اس فکری جنگ سے متاثر ہو رہے ہیں اور اپنی جہالت اور خواہش پرستی کی بنا پر بے دینی کی پکار پر لبیک کہتے جا رہے ہیں۔ بہت سے مسلمان پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا میں دشمن کی جانب سے کیے جانے والے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو رہے ہیں اور ایسی چیزیں اپناتے جا رہے ہیں جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ دین کا حصہ ہیں، حالانکہ ہمارا دین ان سے بری ہے۔

اے مسلمانو! ہمیں اپنے ذہنوں میں یہ نقش کر لینا چاہیے کہ امت اسلامیہ کو جتنی پسپائی اور ذلت کا سامنا ہے، یہ وحی الٰہی سے روگردانی کی وجہ سے ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

''تم پر جو مصیبت بھی آئی ہے، تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آئی ہے، اور بہت سے قصوروں سے وہ ویسے ہی درگزر کر جاتا ہے'' (شوریٰ)

امت کی عارضی شکست اور مصیبت میں بھی بہت بڑا سبق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ امت انہی حالات کی بدولت ہوش کے ناخن لے اور اللہ سے آنے والی ہدایت کی طرف لوٹ آئے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

باقی صفحہ 18 پر

قسط نمبر 2

اسلامی معاشرت اور مستشرقین

جناب رانا محمد شفیق خاں پسروری

ہمیں اس پر ذرا بھی حیرت نہیں کہ ان مستشرقین کے ورثہ کو ہم مختلف قسم کی کہانیوں قصوں اور بے سروپا واقعات سے بھرا ہوا پاتے ہیں' ان کو جس طرح کی معلومات فراہم ہوئیں انہوں نے بغیر کسی احتیاط وتفتیش کے ان سب کو اپنی تحریروں میں سمو دیا۔ انہوں نے ان ثانوی اور غیر معیاری معلومات کے سلسلہ میں اس کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ وہ واقعہ اور مفروضہ میں فرق کرنے کے ذمہ دار بھی ہیں' البتہ ان کو ایسی تحریروں پر اپنے ان قارئین سے مدح وستائش ملی جو اپنے قومی پندار وتفوق میں مبتلا تھے تکبر اور تفوق کے اس احساس کو استشراق نے بہت زیادہ اہمیت دی۔ یورپ کو ایسی تحریروں کا انتظار رہا اور مستشرقین کی تحریروں سے ان کو اپنے احساس برتری کے لیے غذا فراہم ہوتی رہی۔

کچھ مثالیں ایسی بھی ہیں جو احقاق حق کی صورت میں سامنے آئیں' مثلاً ایک مفکر آلین (Alain) نے مستشرقین کے اس علمی نقص کو محسوس کیا' انہوں نے ان کی تحریروں کے جواب میں مضمون لکھے' آلین علم الاجتماع کے ان ماہرین کا مذاق اڑاتے تھے' وہ کہتے تھے کہ یہ مستشرقین تحقیق تنقید کے سادے اور عام اصولوں سے بھی ناآشنا ہیں اور ان کی تحریریں ان کے جہل اور علمی فقر کو واضح کرتی ہیں۔ انہوں نے ایک جگہ لکھا کہ "اگر میں اپنے قلم کو مخاطب کر کے یہ کہوں کہ اے میرے پیارے قلم اور اس جملہ کو علم الاجتماع کے یہ ماہرین اپنی تحقیق میں شامل کر لیں تو وہ اس جملہ کو روحانیات سے منسوب کریں گے اور یہ کہیں گے کہ میں نے اپنے قلم میں ایک چھوٹا دیوتا دیکھ لیا تھا۔"

لیکن آلین جیسے مستشرقین کی تعداد بہت کم ہے' اکثریت ان ہی لوگوں کی ہے جو اپنے علم وقلم کے رشتہ کو دجل ومکر اور فریب کے مناصب سے قائم کرتے ہیں' درحقیقت استشراق کا میدان ان ہی کے لیے ہموار اور کشادہ ہے۔

ان مستشرقین کی تحریروں میں ایک عیب یہ بھی ہے کہ مثالوں اور واقعات کو پیش کرنے میں یہ لوگ اصل کی مطابقت کا لحاظ نہیں کرتے۔ اسلامی معاشرہ سے وہ ایسی بہت سی باتیں منسوب کر دیتے ہیں جن کا وجود ہی اس معاشرہ میں نہیں ہے۔ یہ مثالیں اور واقعات دوسری تہذیبوں سے لیے جاتے ہیں اور پھر ان کو اسلامی تہذیب کے نام سے پیش کر دیا جاتا ہے۔ ان لوگوں کے اصول اور ان کا زاویۂ نگاہ یورپ کے معاشروں کی روشنی میں اپنا ایک رخ متعین کرتا ہے اور پھر وہ اسی روشنی میں دوسری تہذیبوں کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اصول اور مبادی کے لحاظ سے ان کا علم الاجتماع مغربی معاشرہ اور تہذیب کے محور کے گرد ہی گردش کرتا ہے' ان ماہرین علم الاجتماع کو اس کا احساس ہو یا نہ ہو' ہونا یہی چاہیے کہ علم الاجتماع کے اپنے اصول وقوانین اور آداب وشرائط ہوں' ان پر وقتی طور سے کسی تہذیب کے اثرات کا غلبہ نہیں ہونا چاہیے۔

فرانس کے ایک مشہور مستشرق ریمنڈ چارلس ہیں' ان کا علمی مرتبہ اس سے متعین کیا جا سکتا ہے کہ ان کو فرانس میں اسلامی شریعت کے اسرار کا سب سے بڑا ماہر اور فقہ کی باریکیوں کا سب سے بڑا واقف اور عربی تہذیب وثقافت کا سب سے زیادہ باخبر تصور کیا جاتا ہے۔

مستشرقین کی اصولی غلطیوں کی نشاندہی کرتے وقت ان کی عجیب وغریب مثالیں ہمارے سامنے آئیں' مثلاً ہم نے ایسے محققین کو دیکھا جو اس راز سے واقف ہونے کے لیے بے چین ہیں کہ اسلامی معاشرہ اور ثقافت میں تھیٹر' ناٹک اور ڈرامہ کی ترقی کیوں نہیں ہوتی؟ اسی طرح بعض ماہرین علم الاجتماع ایسے اسباب وعلل کی تلاش میں سرگرداں ہیں جن کی وجہ سے اسلامی معاشرہ میں سرمایہ داری فروغ نہیں پاتی۔ ایسے محققین جب اپنی خواہش کے مطابق کوئی وجہ تلاش نہیں کر پاتے تو پھر وہ ایسی جزئی باتوں اور ایسی بے سروپا کہانیوں کی دریافت میں مصروف ہو جاتے ہیں جن کو وہ بحیثیت علت وسبب کے پیش کر سکیں اور پھر وہ اپنے قلم کی ساری توانائیوں کو اس طرح صرف کرتے ہیں کہ گویا معاشروں اور ثقافت کی تکمیل اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ ان میں تھیٹروں' ڈراموں اور ناٹکوں کا وجود نہ ہو' یا جب تک اسلامی معاشرے راس المالیت اور سرمایہ داری کے فیضان سے محروم رہیں گے اس وقت تک ان کی تہذیب وثقافت کا پایۂ اعتبار ساقط رہے گا۔

فرانس کے ایک مشہور مستشرق ریمنڈ چارلس ہیں' ان کا علمی مرتبہ اس سے متعین کیا جا سکتا ہے کہ ان کو فرانس میں اسلامی شریعت کے اسرار کا سب سے بڑا ماہر اور فقہ کی باریکیوں کا سب سے بڑا واقف اور عربی تہذیب وثقافت کا سب سے زیادہ باخبر تصور کیا جاتا ہے۔ انہوں نے مسلسل تیس سال تک کتابیں لکھی ہیں' یونیورسٹیوں میں ان کے لیکچر ہوتے رہے' انہوں نے جج کے فرائض بھی انجام دیے اور فرانسیسی حکومت کے مشیر بھی رہے' ان کی ایک کتاب ''الروح الاسلامیۃ'' علمی حلقوں میں بہت معروف ومتداول ہے۔

لیکن کس درجہ حیرت وافسوس کا مقام ہے کہ ایسے مستشرق کی کتاب بھی عام استشراقی جذبات سے الگ نہ ہو سکی' پوری کتاب کے مطالعہ کے بعد ایسے تین الزام قاری کے ذہن میں جاگزیں ہو جاتے ہیں جو ریمنڈ چارلس نے اسلام پر لگائے ہیں' ایک تو فقیہ ہے' دوسرے کا تعلق فقہی تعصب سے ہے اور تیسرا قضا وقدر کے عقیدہ سے متعلق ہے۔ ان تینوں باتوں کی تکرار کتاب میں اس طرح کی گئی ہے جس سے یہی باور ہوتا ہے کہ گویا اسلام میں یہی تین چیزیں بنیادی ہیں اور مسلمانوں کی پوری معاشرتی زندگی اور تہذیب وثقافت ان ہی تین چیزوں میں محدود ہے' مصنف کی نظر میں مسلمانوں کی معاشرتی اور روزمرہ کی زندگی فقہ کی تعلیمات اور ہدایتوں کی ایسی پابند ہے کہ اس سے مفر کی کوئی سبیل نہیں۔ فقہ نے زندگی کی چھوٹی اور معمولی باتوں کو بھی اتنا جامد اور پابند کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی زندگی میں کسی آزادی کا امکان نہیں۔ اپنی باتوں' اپنے شعور اور اپنے خیالات کی دنیا میں وہ بس وہی

کر سکتے ہیں جس کی اجازت ان کو فقہ سے حاصل ہے۔ فقہاء اور اصحاب فکر ورائے نے اپنی تعلیمات کو معاشرہ کی عام زندگی میں اس طرح راسخ اور رائج کر دیا ہے کہ اب مسلمان معاشرہ ان کے بغیر حرکت ہی نہیں کر سکتا' فرد اور خاندان دونوں ہی اس کے شکنجے میں جکڑے ہیں۔ معاشرتی بود وباش ہو یا فکر ونظر کی بات ہو' اقتصادی معاملات ہوں یا سیاسی تعلقات ہوں' فقہ کا عمل دخل ہر جگہ ہے' اسی لیے فقہ ایک مسلمان اور اس کی زندگی کے درمیان ایک رکاوٹ اور حجاب بن کر رہ گئی ہے اور اس کی زندگی قطعی غیر فطری ہو گئی ہے۔ اسی لیے چارلس اپنے مطالعہ کی روشنی میں کہتے ہیں کہ فقہ وجود کو سلب کرنے والی حریت کی نفی کرنے والی اور بصیرت کو زائل کر دینے والی چیز ہے۔

چارلس کی نظر میں اسلام عملی لحاظ سے اپنے معاشرہ کو ہر قسم کی آزادی اور ارادہ وخواہش سے محروم رکھتا ہے' فقہی تعلیمات معاشرہ کو اپنے جال میں اس طرح لے لیتی ہیں کہ پھر ان سے ہٹ کر حرکت بھی نہیں کی جا سکتی۔ مسلمان اپنی آزادی ہی نہیں انسانیت کو بھی کھو بیٹھتا ہے' اس کی حیثیت ایسے میکانیکی آلہ کی سی ہوتی ہے جو صرف فقہاء کے اشاروں پر چلتا ہو۔ چارلس فقہ کی اس گرم بازاری کو بیان کر کے بالآخر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مسلمان معاشرہ اور اسلامی تہذیب میں ترقی' ایجاد اور اختراع کی صلاحیتیں باقی نہیں رہتیں' کیونکہ ایک آزاد وخلاق فکر کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ''فقہ'' ہے' وہ تمام ایسی امکانی کوششوں کو تباہ کر دیتی ہے جن کی وجہ سے معاشرہ تبدیلیوں' ایجادوں اور انکشافوں کو قبول کرتا ہے۔

''الروح الاسلامیۃ'' کا ایک مکمل باب چارلس نے فقہ کی نذر کیا ہے' ان کا ایک قول یہ بھی ہے کہ مسلمان ایک قانونی (فقہی) مرد ہے' وہ کہتے ہیں کہ اگر فقہ کا مکمل جائزہ لیا جائے اور اس کے نمایاں اور بڑے مسلکوں کے علاوہ فروعی مکاتب فقہ مثلاً فقہ جعفری اور فقہ خارجی پر نظر ڈالی جائے تو یہ فقہ یورپ کی سائنس کی طرح دانش مند پر سخت گراں اور بار نظر آتی ہے حالانکہ ہمارے علمائے مستشرقین نے اس کی کثافت کو دور کرنے کی مسلسل کوششیں کی ہیں لیکن چونکہ فقہ کا نظام قدیم اور بوسیدہ ہے اور پرانے طرز پر قائم ہے اس لیے یہ ہماری عقلیت سے بہت دور ہے۔ ہماری حیرت بلکہ دہشت اس لیے ہے کہ بغیر کسی فرق وامتیاز کے اور بغیر کسی حد فاصل کے حق اور شرع کے درمیان فقہ کو خلط ملط کر دیا گیا ہے۔ اس کا سبب صرف یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ کا سرچشمہ وحی الٰہی ہے اور فقہ کا رشتہ اسی وحی الٰہی سے قائم ہے جب کہ انسان اپنے بشری معیار اور تقاضوں کے مطابق قانون چاہتا ہے' جب بشری قانون کو الٰہی قانون کے معیار پر پہنچا دیا جائے گا تو پھر حیرت واستعجاب کے سوا اور کیا حاصل ہو گا؟

ریمنڈ چارلس یہ بھی لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کا اصل قانون قرار الٰہی ہے' خدا اور انسان کا یہ مرکب قانون ایک متضاد صورت پیش کرتا ہے' الٰہیات کو انسانیت کے اعمال وافکار سے جوڑ دیا گیا ہے' نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی چیز کی تائید ہوتی ہے تو کسی کی مخالفت اور کسی کے بارہ میں کوئی حکم ہی نہیں ہوتا۔ ایک چیز کو یہ قانون جائز قرار دیتا ہے تو دوسری کو حرام اسی طرح یہ ضابطۂ الٰہی اعمال کے نتائج اور

چارلس کی نظر میں اسلام عملی لحاظ سے اپنے معاشرہ کو ہر قسم کی آزادی اور ارادہ وخواہش سے محروم رکھتا ہے' فقہی تعلیمات معاشرہ کو اپنے جال میں اس طرح لے لیتی ہیں کہ پھر ان سے ہٹ کر حرکت بھی نہیں کی جا سکتی۔ مسلمان اپنی آزادی ہی نہیں انسانیت کو بھی کھو بیٹھتا ہے۔

واجبات کو بھی تقسیم کر دیتا ہے۔ حالت یہ ہے کہ اگر استنباط اور موازنہ کے کچھ اصول وضع نہ کر لیے جائیں تو اس ضابطہ کو سمجھنا ہی دشوار ہے۔ چارلس اپنے ان خیالات کے اظہار کے بعد پھر یہ کہتے ہیں کہ فقہاء کے لیے یہ کام دشوار ہی نہیں ناممکن ہے کہ وہ حقیقت کی روشنی میں مسلمانوں کی معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے تقاضوں کو سمجھیں کیونکہ وہ مسائل کے استفتاح اور استدلال میں نصوص کے پابند ہیں اور نصوص کو زمانہ کے تقاضوں سے مطلب نہیں۔

چارلس نے اپنے نظریات کے اثبات اور واقعات کو مسخ کر کے پیش کرنے میں مبالغہ آرائی سے کام لیا ہے۔ فقہ اسلامی کے مختلف دور گزرے ہیں اور مسلمانوں کا معاشرہ زمانہ کے ساتھ ارتقاء اور تبدیلیوں کی مختلف منزلوں سے گزرتا رہا ہے' ان باتوں کا جائزہ انہوں نے اپنی فہم ومعرفت اور خاص نقطۂ نظر کے مطابق لیا ہے لیکن یہ کس درجہ حیرت کی بات ہے کہ فقہ کی از سر نو تشکیل کی جو کوششیں کی گئیں اور تاریخی وجغرافیائی لحاظ سے نئے پیدا ہونے والے مسائل کا جو حل تلاش کیا گیا ان کا انہوں نے کوئی جائزہ نہیں لیا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے اسلام کی روح اور اس کے مزاج کو انصاف سے سمجھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ اس کی بجائے وہ صرف فقہ اسلامی کی خامیوں سے آگاہ اور متنبہ کرتے ہیں کیونکہ ان کی رائے کے مطابق ترقی اسی وقت ممکن ہے جب دین اور زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دونوں میں مکمل فصل قائم کر دی جائے۔

اسلام کے مزاج اور مسلمانوں کی خصوصیت کی وجہ سے انہیں اس کی بالکل امید نہیں ہے کہ زندگی اور دین میں یہ دوری قائم ہو سکتی ہے' چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ ''اللہ کی شریعت اور انسانوں کی شریعت کو نئے سرے سے سمجھنے کی راہ میں بڑی رکاوٹیں حائل ہیں۔'' ان کے نزدیک دین اور زندگی میں تفریق اور دوری کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان اسلام کے نظام زندگی سے پوری طرح منحرف ہو کر پیروی مغرب کو اپنا شعار بنائیں لیکن ان کو مسلمانوں کے ''اندھے تعصب'' سے اس کی توقع نہیں ہے کہ وہ اپنی حالت میں کوئی تبدیلی گوارا کریں گے اس لیے وہ پھر مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ''وہ اپنی حالت پر قائم رہیں''۔ آگے چل کر وہ کہتے ہیں کہ ''ہم کو اصلاحات کے فوری نفاذ سے باز رہنا چاہیے لاکھوں' کروڑوں مسلمانوں کے طرز زندگی اور طریقۂ فکر کو فوری طور پر بدل دینے یا ختم کر دینے کے نتائج بہت خوفناک اور تباہ کن ہو سکتے ہیں' اس سے صرف یہ ہو گا کہ مسلمان ذہنی لحاظ سے اور پستی میں چلے جائیں گے۔''

اس طرح انہوں نے اپنا آخری فیصلہ یہ صادر کیا ہے کہ ''اسلامی معاشرہ ابھی عرصۂ دراز تک فقہ کی پیچیدگیوں میں الجھا رہے گا اور نئے اصول اور زمانہ کے نئے تقاضوں سے وہ متصادم ہوتا رہے گا' خواہ وہ مغرب کے اصول ہوں یا کسی اور جدید قوم کے۔'' ان کے یہ خیالات ظاہری طور پر سنجیدہ بلکہ درد مندی پر مبنی معلوم ہوتے ہیں لیکن ان کی حیثیت اس حق کی طرح ہے جس میں باطل کی آمیزش ہوتی ہے اور اس سے باطل ہی کا اثبات بھی مقصود ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اپنے الفاظ

ونظریات کا اظہار ایسے پس منظر میں کرتے ہیں جس میں نہ واقعیت ہوتی ہے اور نہ حقیقت اور جو علم وعدل کے معمولی معیار تک بھی نہیں پہنچتا۔ اسلام' فقہ اسلامی اور مسلمانوں کے بارہ میں ان کے الزامات کا مقصد واضح ہے جیسا کہ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں کہ شمالی افریقہ میں فرانس کے جابرانہ اور غاصبانہ قبضہ اور ان علاقوں کے ناجائز استحصال کو وہ جواز عطا کرنا چاہتے ہیں اور ہر خطا کو درست ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلامی شریعت اور اپنے قانون سے بیزار اور دست بردار ہو کر اسے مسخ اور برباد کرنے کی فرانسیسی کوششوں کو استحسان کی نظر سے دیکھتے ہیں اور آسانی کے ساتھ فرانسیسی قانون کو اپنے معاشرہ میں قبول کر لیں۔

لیکن ریمنڈ چارلس کی نظروں سے یہ حقیقت پوشیدہ رہی کہ فقہ اسلامی کے آغاز' اس کے نشو ونما اور اس کے عروج کی تاریخ وہ نہیں جو انہوں نے پیش کی ہے اس سے کون صاحب انصاف انکار کرے گا۔ وحی الٰہی نے جو تعلیمات پیش کیں اور جو اصول ومبادی قائم کیے انہی کی بنیادوں پر مسلمان ائمہ علماء اور مفکرین نے زندگی اور معاشرہ کے لیے قوانین وضوابط مرتب کیے ہیں۔ چارلس کی نظر اس بنیادی بات پر نہیں گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے مشکلات کی بجائے آسانیوں کو پسند کیا ہے اور خیر وبہبود کے عام پہلو اس کے مدنظر رہتے ہیں' اپنی اصل کے لحاظ سے فقہ' استنباط اور استدلال کا ایسا عمل ہے جس کے اثرات معاشرہ کے تمام شعبوں پر حاوی ہیں یہ شعبے خواہ دینی واقتصادی ہوں یا مادی' جغرافیائی اور نفسیاتی ہوں فقہ کا رشتہ سب سے ہے۔ یہ قانون کا ایسا ادارہ ہے جو اخلاقی قدروں کو روزمرہ کی زندگی میں قائم کرنے اور زمانہ کے تقاضوں سے ان کو ہم آہنگ کرنے سے ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ہر زمانہ میں اور ہر جگہ انسان کی مختلف ضرورتوں اور تبدیلیوں کو مدنظر رکھتا ہے۔ اسلام کا نظام اپنے معاشرہ کا ضامن ہے جو ملکوتی شان کا حامل ہو اور اس میں کینہ' بغض' عداوت' حسد' افتراق اور فتنوں کا گزر نہ ہو۔ بلاشبہ صدیوں سے دنیا کے کسی حصہ میں اسلام کے نظام جیسی پاکیزہ اور صالح کوششوں کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔

یہ بھی پیش نظر رہنا ضروری ہے کہ فقہ اسلامی کے نتائج اور ثمرات میں فرق اور تفاوت ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ چودہ سو برسوں سے وہ جن ملکوں اور قوموں کا احاطہ کیے ہوئے ہے ذہنی استعداد' رسم ورواج اور اپنے مخصوص ماحول کے لحاظ سے ان میں ایک دوسرے سے بڑا فرق ہے' اس فطری فرق واختلاف میں چارلس کو انارکی اور انتشار کی کیفیت نظر آتی ہے لیکن زبان ومزاج کے قدرتی اختلاف کے باوجود بنیادی قدروں کے اتحاد میں ہم کو توافق اور ہم آہنگی کی فضا نظر آتی ہے۔ جب چارلس اس خلط ملط کو دیکھتے ہیں تو پھر ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ حقیقت کے ساتھ جدلیت کے عمل کو بھی ملحوظ رکھیں' جب وہ فقہیت کی بات کرتے ہیں تو پھر ان کو ضمیر کی آزادی کا خیال بھی رکھنا چاہیے۔

مسلمان فقہاء کی تعداد بے شمار ہے' ان میں سے کچھ عبقری ہیں' بعض ان سے کمتر ہیں' ایسے بھی ہیں جن

فقہ اسلامی کو اپنی تنقید کا ہدف بناتے وقت ریمنڈ چارلس نے اس حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیا ہے کہ اس میں کسی مسئلہ کے بارہ میں کثرت آراء کا ہونا' ایک پسندیدہ شے ہے۔ فقہاء کے علمی اختلاف کو اسلام نے رحمت سے تعبیر کیا ہے۔

سے اجتہادی خطائیں سرزد ہوئی ہیں' بعضوں نے اجتہاد میں راہ صواب پائی ہے مگر ان سب کے باوجود اسلامی معاشرہ محض کسی ایک مسلک اور کسی ایک فرقہ کا پابند کبھی نہیں رہا' ناگزیر اہمیت کے باوجود فقہ کو اسلام کی معاشرتی زندگی کے صرف ایک اہم حصہ کی حیثیت حاصل رہی' اس کو کبھی مکمل اسلام سے تعبیر نہیں کیا گیا۔

یہ عین ممکن ہے کہ بعض فقہاء نے تحلیل وتجزیہ میں غلطیاں کی ہوں اور بعض صورتوں میں حالات کو جوں کا توں رہنے دیا اور ان کا حل نکالنے میں ان سے کوتاہی ہوئی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ چند فقہاء نے اپنی رائے کے اظہار میں شدت سے کام لیا ہو اور اپنی عقل کا زیادہ سہارا نہ لیا ہو اور اس کی وجہ سے فقہ پر وقتی طور سے جمود بھی طاری ہو گیا ہو لیکن اس قسم کی جزوی اور استثنائی مثالوں کی وجہ سے ہم تمام جلیل القدر فقہاء کی خدمات سے بے نیاز نہیں ہو سکتے جو فکر اسلامی کے مضبوط ترین ستون ہیں۔ جنہوں نے فقہ کو عقلی اور نفسیاتی طور پر اعلیٰ تر قانون اور علم کی حیثیت بخشی اور مسلمانوں کے مختلف طبقوں پر اور معاشروں پر ان کا گہرا' پائیدار اور وقیع اثر قائم ہوا' ان فقہاء کی اصلاحی وتجدیدی کوششوں کے اثرات صدیوں سے جاری ہیں' ان کے کارناموں سے کیسے صرف نظر کیا جا سکتا ہے بلکہ وہ فقہاء جن کے بارہ میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ وہ مسائل میں بڑے شدت پسند تھے اور جن کی وجہ سے فقہ میں جمود کی کیفیت پیدا ہوئی' ان کے موقف کو بھی ہم اختلاف کے باوجود احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کی احتیاط دین کی حمایت اور اس میں بیجا قیاس آرائی سے احتراز کا نتیجہ تھی اور اس سے ان کی عظمت اور ان کی ذمہ داری کا پتہ چلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان ایسے مستشرقین سے جو غاصب اور جارح سامراج کی ہمنوائی کرتے ہیں ان سے یہ توقع نہیں کر سکتے کہ وہ اسلامی معاشرہ میں کوئی انقلاب لائیں گے' ریمنڈ چارلس اور جارج بوسکی کے مقابلہ میں وہ بہرحال محمد عبدہ اور رشید رضا پر اعتماد کو زیادہ پسند کریں گے۔

فقہ اسلامی کو اپنی تنقید کا ہدف بناتے وقت ریمنڈ چارلس نے اس حقیقت کو بھی نظر انداز کر دیا ہے کہ اس میں کسی مسئلہ کے بارہ میں کثرت آراء کا ہونا' ایک پسندیدہ شے ہے۔ فقہاء کے علمی اختلاف کو اسلام نے رحمت سے تعبیر کیا ہے کیونکہ اس سے اس مسئلہ میں زیادہ آسان' معقول اور قابل عمل شکلیں سامنے آتی ہیں جو فقہاء کی وسعت قلب ونظر کا ثبوت ہے' اس کی نظیر نہ یورپ کی قدیم تاریخ میں ملتی ہے اور نہ موجودہ یورپ میں اس کی کوئی مثال ہے جہاں اگر پاکیزہ اور مقدس افکار کا کبھی ظہور ہوتا ہے تو آئیڈیالوجیز کے نام پر ان کے خلاف ایک طوفان برپا ہو جاتا ہے' اسلامی معاشرہ پر اسلامی اصول وقوانین کا صرف عکس ہی نہیں بلکہ فقہی علوم کی وجہ سے اس میں اسلام کے اعلیٰ اخلاقی اصول کارفرما دکھائی دیتے ہیں۔ یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ اسلامی معاشرہ کی تاریخ کا مطالعہ اس قدر محدود زاویہ نظر سے کیا جائے۔

(جاری)...................

..........❀❀❀..........

ماہِ شعبان

تحریر: جناب مولانا محمد طیب معاذ (کراچی)

ماہ شعبان اسلامی سال کا آٹھواں ماہ مبارک ہے۔ دین اسلام کے بنیادی مصادر پر نظر دوڑانے کے بعد اس ماہ میں صرف نفلی روزے رکھنے کی ترغیب ملتی ہے۔ دیگر مخصوص عبادات کے بارہ میں شرعی نصوص وارد نہیں ہوئیں۔ درج ذیل سطور میں ماہ شعبان سے متعلق ہمارا کیا طرز عمل ہے اور اس ماہ میں شریعت اسلامیہ کا ہم سے کیا تقاضا ہے ذکر کیا گیا ہے۔

ماہ شعبان احادیث مبارکہ کے آئینہ میں

۱۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بھی ماہ رمضان کے علاوہ کسی دوسرے ماہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ شعبان کے علاوہ کسی دوسرے ماہ میں کثرت سے نفلی روزے رکھتے ہوں۔ (متفق علیہ)

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھ پر رمضان کے روزوں کی قضاء دینا واجب ہوتی تھی جسے میں صرف شعبان میں ہی ادا کر سکتی تھی۔ (متفق علیہ)

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مکرم ﷺ روزہ رکھنے کے لیے شعبان کو بہت زیادہ پسند فرماتے تھے پھر آپ شعبان کو رمضان سے ملا دیتے۔ (ابوداؤد وصححہ الالبانی)

۴۔ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول مکرم ﷺ سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو ماہ شعبان کے علاوہ کسی دوسرے ماہ میں اس پابندی کے ساتھ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھتا؟ آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: یہ مہینہ تو وہ ہے جس کی برکت (اور عظمت) سے لوگ غافل ہیں، یہ تو وہ مہینہ ہے جس میں انسان کے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش کیے جاتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ جب میرے اعمال بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں تو میں روزہ دار رہوں۔

ماہ شعبان سے متعلق ضعیف وموضوع احادیث:

"رجب شهر الله وشعبان شهري ورمضان شهر امتي" (الموضوعات لابن الجوزی)

''رجب اللہ تعالیٰ کا، ماہ شعبان میرا جبکہ رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔''

۲۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ سے پوچھا گیا کہ ماہ رمضان کے بعد کس ماہ کا روزہ افضل ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ماہ رمضان کی تعظیم کرتے ہوئے ماہ شعبان میں روزہ رکھنا (افضل ہے)۔''

امام ترمذی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی میں اس حدیث کو نقل کیا ہے اور پھر فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے۔ صدقہ بن موسیٰ نامی راوی محدثین کے ہاں قوی نہیں۔ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اسی حدیث کو العلل المتناھی میں روایت کرنے کے بعد فرمایا: ''یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ اس میں صدقہ بن موسیٰ راوی ہیں جن کے بارہ میں امام ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "لیس بشیء" وہ تو کچھ بھی نہیں۔ اس کے علاوہ یہ روایت صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے محرم کے روزوں کو ماہ رمضان کے بعد افضل قرار دیا ہے۔

پندرہویں شعبان سے متعلق ضعیف روایات:

ماہ شعبان کی مخصوص بدعات:

ماہ شعبان میں عوام الناس کے درمیان بہت سی بدعتی عبادات رائج ہو چکی ہیں جن میں سے اکثر بدعات پندرہویں شعبان کی رات میں کی جاتی ہیں جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل سطور میں کیا جا رہا ہے:

۱۔ جس شخص نے پندرہ شعبان کی رات بارہ رکعتیں نماز پڑھی اور ہر رکعت میں 30 دفعہ سورۃ اخلاص پڑھی تو اس شخص کو مرنے سے پہلے پہلے جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے اور اس کی سفارش ایسے لوگوں کے حق میں قبول کی جاتی ہے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوتی ہے۔ (کشف الاستار)

تبصرہ: اس حدیث کو امام بزار رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کشف الاستار اور ابن الجوزی رحمہ اللہ نے العلل المتناھیہ میں ذکر کیا ہے۔ اس حدیث کی سند میں ہشام بن عبد الرحمن نامی راوی غیر معروف ہے جبکہ اعمش تدلیس کیا کرتا تھا۔ اس کے ساتھ امام بزار رحمہ اللہ نے اس حدیث پر ان الفاظ میں تبصرہ کیا ہے کہ ہشام کی متابعت نہیں ہوئی جس بناء پر یہ ضعیف ہے۔ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے الموضوعات میں اور علامہ ابن القیم رحمہ اللہ نے المنار المنیف میں اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

۲۔ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے درج ذیل پانچ راتوں کو جاگ کر عبادت کی تو اس شخص کے لیے جنت واجب ہو گئی۔

۱۔ ذوالحجہ کی آٹھویں ۲۔ نویں
۳۔ اور دسویں رات ۴۔ عید الفطر کی رات
۵۔ پندرہ شعبان کی رات

تبصرہ: اس روایت کو امام ابن ابی عاصم رحمہ اللہ نے السنۃ، امام ابن حبان رحمہ اللہ نے الاحسان اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے مجمع الزوائد میں ذکر کیا ہے۔

اس روایت کی سند میں مکحول شامی کی مالک بن یخامر سے ملاقات ثابت نہیں اور مکحول کثرت سے ارسال کرنے میں بھی معروف ہے۔ اس لیے امام ذہبی رحمہ اللہ نے مکحول اور مالک کے درمیان انقطاع کا فیصلہ صادر فرمایا ہے، اس انقطاع سند کی بناء پر درج بالا حدیث پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ ماضی قریب کے عظیم محدث علامہ البانی رحمہ اللہ نے ضعیف الترغیب والترہیب میں بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

۳۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو اپنے (حجرہ میں) موجود نہ پایا تو میں آپ کی تلاش میں نکل پڑی۔ (اچانک) میں نے آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کے بقیع نامی قبرستان میں دیکھا کہ آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا ہوا ہے۔ آپ نے مجھے فرمایا: کیا تمہیں یہ ڈر تھا کہ اللہ اور اس کے رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے جواباً عرض کیا'' میں نے گمان کیا کہ آپ اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی

کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پندرہ شعبان کی رات کو آسمان دنیا میں نزول فرماتے ہیں اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کو معاف فرماتے ہیں۔''

تبصرہ: اس حدیث کو امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اپنی سنن، امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں نقل فرمایا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ درج بالا روایت ذکر کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

''اس حدیث کو ہم صرف حجاج بن ارطاط کی سند سے جانتے ہیں میں نے امام بخاریؒ سے سنا کہ آپ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے کیونکہ اس کے دو راوی یحییٰ بن ابی کثیر اور حجاج کا بالترتیب عروہ اور یحییٰ بن ابی کثیر سے سماع ثابت نہیں۔'' (ترمذی)

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے العلل المتناهية میں امام دارقطنی کا قول نقل کیا ہے کہ ''یہ حدیث متعدد اسناد سے مروی ہے اس کی سند میں اضطراب ہے اور یہ سند ثابت نہیں۔''

۴۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب پندرھویں شعبان ہو تو اس کی رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ باری تعالیٰ اس شب غروب آفتاب کے وقت آسمان دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور یہ آواز لگاتے ہیں کہ کوئی مغفرت کا طالب ہے میں اسے مغفرت عطا کروں، کوئی رزق کا خواہشمند ہے میں اسے رزق سے نوازوں، کوئی مشکل میں گرفتار ہے میں اسے عافیت سے سرفراز کروں۔ یہ ندائے رحمانی طلوع فجر تک جاری رہتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ)

تبصرہ: اس حدیث کے سلسلہ سند میں ابوبکر بن ابی سبرہ نامی راوی ہے جس پر محدثین نے جرح کی ہے، مثلاً: امام نسائی نے اسے متروک جبکہ امام احمد اور ابن معین نے اس پر وضع حدیث کا حکم لگایا ہے۔ امام ابن حبان فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں سے موضوع روایات نقل کرتا ہے، یہ قابل حجت نہیں۔ (تہذیب التہذیب، لابن حجر)

۵۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شب برأت کے دن کا روزہ گذشتہ 60 سالوں اور آنے والے 60 سالوں کے روزوں کے برابر اجر رکھتا ہے۔ (الموضوعات لابن الجوزی)

تبصرہ: امام عبدالرحمٰن محدث مبارکپوری رحمہ اللہ شارح سنن الترمذی فرماتے ہیں کہ امام ابن الجوزیؒ نے خود اس کی سند کو موضوع اور تارک (مجہول) قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الاحوذی ۳/۸۶۳)

۶۔ سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ماہ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو بندوں کی طرف جھانکتے ہیں اور مشرک یا کینہ پرور شخص کے علاوہ تمام مخلوق کو بخش دیتے ہیں۔'' (سنن ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ)

تبصرہ: یہ حدیث جمہور علماء کے نزدیک سخت ضعیف ہے۔ علامہ بوصیری زوائد ابن ماجہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند عبداللہ بن لہیعہ کے ضعف اور ولید بن مسلم کی تدلیس کے باعث ضعیف ہے۔

نوٹ: جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ حدیث جمہور محدثین کے ہاں سخت ضعیف ہے مگر ماضی قریب کے عظیم محدث علامہ البانیؒ نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے جو کہ علامہ موصوف کی علمی غلطی ہے۔ الجرح والتعدیل، المجروحین، میزان الاعتدال، تقریب التہذیب وغیرہا معتبر کتابوں میں اس کے رواۃ پر تفصیلی جرح کی گئی ہے۔

۷۔ رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پندرہویں شعبان کی رات میں سو رکعتیں پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی طرف 100 فرشتے بھیجتا ہے، 30 اسے جنت کی خوشخبری سناتے ہیں اور 30 فرشتے اسے دوزخ سے بچاتے ہیں، 30 اسے دنیاوی بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں جبکہ 10 فرشتے اسے شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ رکھتے ہیں۔

تبصرہ: اس من گھڑت روایت کو علامہ زمخشری نے نقل کیا ہے، انہوں نے اس روایت کا حوالہ اور سند ذکر نہیں کی جس کی بناء پر اس روایت کو حدیث نبوی کہنا قرین انصاف نہیں۔

شب برأت اور عصر حاضر کے مسلمان:

پندرہویں شعبان کی رات کو عرف عام میں شب برأت کہا جاتا ہے۔ اس رات کے بارہ میں عوام الناس کے درمیان بہت سے نظریات اور بدعتی عقائد رائج ہو چکے ہیں:

فیصلوں کی رات:

عوام الناس کی اکثریت کو علماء سوء نے قرآن وحدیث کی باطل تاویلات کے ذریعے اپنے دامن تزویر میں پھنسایا ہوا ہے۔ دنیا پرست علماء نے اس رات کے بارہ میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ اس میں تمام انسانوں کی تقدیروں کے فیصلے ہوتے ہیں۔ وہ بطور دلیل قرآن پاک کی اس آیت کو پیش کرتے ہیں:

﴿إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ﴾

''یقیناً ہم نے اسے بابرکت رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈرانے والے ہیں۔'' (الدخان:۳)

حالانکہ یہاں پر باری تعالیٰ نے وضاحت نہیں فرمائی کہ لیلہ مبارکہ کونسی رات ہے۔ دوسرے مقام پر اس کی توضیح کی کہ لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے اور ہر مسلم اس حقیقت سے آشنا ہے کہ لیلۃ القدر ماہ رمضان میں ہوتی ہے نہ کہ شعبان کی پندرہویں رات۔

۲۔ روحوں کی آمد:

عوام الناس میں یہ سوچ بھی سرایت کر چکی ہے کہ اس رات مردوں کی روحیں اپنے اپنے گھروں میں آتی ہیں حالانکہ باری تعالیٰ نے اس نظریہ کی تردید اپنے اس فرمان میں بخوبی کی ہے کہ

﴿وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾ (المؤمنون)

''اور ان (مرنے والوں) کے درمیان دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک ایک آڑ حائل ہوگی۔''

زیارت قبور:

قبروں کی زیارت سے آخرت کی یاد آتی ہے اور انسان مزید نیک کام کرنے پر آمادہ ہوتا ہے۔ رسول مکرم ﷺ نے زیارت قبور کی اجازت بھی دی ہے اور بذات خود بھی آپ قبروں کی زیارت کے لیے متعدد مرتبہ قبرستان تشریف لے گئے مگر زیارت قبور کے لیے کسی خاص موقع کی تحدید کرنا بدعت ہے جس سے اجتناب انتہائی ضروری ہے۔

شب برأت میں حلوہ خوری کی رسم بد قرآن وحدیث سے ثابت نہیں بلکہ یہ طرز عمل حریص علماء نے رائج کیا تاکہ وہ اپنے شکم کو بھر سکیں، حلوہ خور علماء اپنے اس فعل کو سند جواز فراہم کرنے کے لیے واقعہ احد کو بطور دلیل

پیش کرتے ہیں، اس میں رسول مکرم ﷺ کے دانت مبارک شہید ہوئے تھے تو رسول معظم ﷺ نے حلوہ تناول فرمایا تھا مگر مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ دندان مبارک کی شہادت کا واقعہ ماہ شوال 3 ہجری میں وقوع ہوا، اس کا ماہ شعبان یا شعبان کی پندرہویں تاریخ سے کوئی تعلق نہیں۔

آتش بازی

شب برأت کی مروجہ خرافات میں سے معروف ترین خرافت اس شب آتش بازی کا مظاہرہ کرنا ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات نے خوشی کے مواقع پر کیا طرز عمل ہونا چاہیے پوری شرح وبسط سے بیان کیا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو فضول اور سطحی قسم کی حرکات سے باز رکھتا ہے۔ آتش بازی سے مال کا ضیاع لازم آتا ہے شریعت نے فضول خرچی کرنے والوں کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ شب برات کے موقع پر مساجد میں خصوصی چراغاں کرنا اور اس کو خوشبودار بنانا دراصل برامکہ کی گھناؤنی سازش کا نتیجہ ہے جیسا کہ شیخ ابن العربی اپنی کتاب المنظرات ص 76 میں تحریر فرماتے ہیں: ''مسجدوں میں خوشبو کی دھونی رکھنے کا سب سے پہلے رواج یحیٰ بن خالد برمکی نے ڈالا، یحیٰ بن خالد برمکی خلیفہ وقت کا وزیر اور درباری تھا' اس کا مقصد مجوسیت کا احیاء تھا۔''

(ہزاری نماز) صلاۃ الفیہ:

شب برأت میں رائج شدہ خلاف اسلام امور میں سے سرفہرست ہزاری نماز کی پابندی سے ادائیگی ہے۔

رسول مکرم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اے علی! جس نے بھی پندرہ شعبان کی رات، سو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں 10، 10 بار سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھتا ہے پھر آپ نے فرمایا: اے علی! جو شخص بھی ان نمازوں کو ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی تمام حاجات پوری فرماتے ہیں۔

تبصرہ: اس بدعتی نماز کے بارہ میں امام ابن الجوزی الموضوعات میں متعدد روایات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ''اس حدیث کے من گھڑت ہونے میں مجھے کوئی شک نہیں، اس روایت کے رواۃ مجہول ہیں کچھ تو بہت زیادہ ضعیف ہیں۔ اس روایت کا حدیث رسول ہونا ناممکن ہے۔'' (الموضوعات ۲/۱۲۷_۱۳۰)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس حدیث میں رات کی عبادت کا اہتمام کرنے والوں کے لیے جو ثواب بیان ہوا ہے، ارباب بصیرت کے نزدیک اس روایت کے موضوع ہونے کے لیے کافی ہے۔ اس حدیث کے تمام رواۃ مجہول ہیں۔ (الفوائد المجموع ص: ۱۵_۲۵)

امام ابن القیمؒ المنار المنیف میں صلاۃ الفیہ کے بارہ میں رقمطراز ہیں:

علم حدیث سے بہرہ ور شخص کا ایسی روایات سے دھوکہ کھانا باعث حیرت ہے (درحقیقت) یہ نماز اسلام میں چار سو سال کے بعد بیت المقدس میں ادا کی گئی پھر اس کی فضیلت کے بارہ میں احادیث بنائی گئیں۔

صلاۃ الفیہ کی ابتداء:

اس بدعتی نماز کا آغاز کب اور کیسے ہوا، امام مقدسی رحمہ اللہ اس بارہ میں رقمطراز ہیں:

ہمارے ہاں (بیت المقدس میں) صلاۃ الرغائب اور صلاۃ شعبان (مراد صلاۃ الفیہ ہے) کا تصور تک نہ تھا۔ 447 ہجری میں نابلس کے علاقے سے ابن ابی الحمراء بیت المقدس آیا، اس کی آواز خوبصورت تھی، پندرہ شعبان کی رات وہ مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا، اس کی آواز سے متاثر ہو کر ایک شخص اس کے ساتھ مل گیا، اس کے بعد متعدد لوگ اس کے پیچھے جمع ہوگئے۔

دوسرے سال پھر وہ بیت المقدس آیا اور یہی عمل دہرایا پھر تیسرے، چوتھے سال بھی ایسے ہی کیا الغرض آہستہ آہستہ یہ بدعت زور پکڑتی گئی اور افسوس کہ یہ سلسلہ بدعتیہ اب تک جاری ہے۔ (البدع الحولیہ ص: 299)

ہم نے ماہ شعبان سے متعلق ارشادات نبویہ ذکر کیے ہیں اور آئیے ہم اپنے احوال کا جائزہ لیں اگر ہمارا طرز عمل خلاف سنت ہے تو آج ہی اس کو خیر باد کہیں تاکہ دنیا وآخرت کی رسوائی سے بچ سکیں۔ وما علینا الا البلاغ۔



بقیہ: علامہ حسین میر کاشمیریؒ

علامہ صاحب اپنی داڑھی کھجلاتے ہوئے مولانا غزنوی سے کہنے لگے (جہاں مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری بھی موجود تھے۔) علامہ صاحب گویا ہوئے! مولانا صاحب! زندگی میں پہلی مرتبہ خشوع وخضوع سے نماز ادا کی ہے۔ مولانا غزنوی فرمانے لگے علامہ صاحب! وہ کیسے؟ علامہ صاحب کہنے لگے کہ آج امام صاحب نے نماز اس قدر سرعت رفتار کے ساتھ پڑھائی ہے کہ ''شیطانی وسوسے کا چانس ہی نہیں آنے دیا'' اس پر مجلس قہقہہ بار اور خوش کن بن گئی۔

علامہ حسین میر کاشمیری کٹر اہل حدیث تھے اور علمائے اہل حدیث کے ساتھ روابط وتعلقات رکھتے تھے۔ خصوصاً مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل غزنوی کے ہمراہ ان کے زیادہ اوقات گزرتے تھے۔ دوسرے مکاتب فکر کے جلیل القدر علمائے وقت بھی ان کے قریبی دوست اور ہم مشرب واکل تھے۔ ان کی مزاح اور طنز نویسی تو اس دور میں علمی وادبی شاہکار سمجھی جاتی ہے۔ مولانا ظفر علی خاں کے دور ادارت میں علامہ کے ادبی چٹکلے لطیفے اور شعری قطعات منفردانہ حیثیت رکھتے تھے۔ ان کی نمکین باتوں اور کالموں پر زبردست تحسین دی جاتی تھی۔

ہدیہ تبریک

⊙ محترمی ومکرمی پروفیسر علامہ ساجد میر صاحب حفظہ اللہ..... السلام علیکم ورحمۃ اللہ......مزاج بخیر! سب سے پہلے علماء کونشن جس میں ''امام کعبہ کی تشریف آوری'' کی کامیابی پر آپ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت والی زندگی عطا کرے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے دین' مسلک حقہ کی ترویج واشاعت اور جماعت کی مخلصانہ خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے ساتھ ناظم اعلیٰ شیخ ڈاکٹر عبدالکریم حفظہ اللہ اور دیگر رفقاء کی سعی جمیلہ سے پروگرام کی کامیابی پر انہیں بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ کچھ منفی سوچ کے حامل افراد کا جماعت میں اختلاف وانتشار پیدا کرنا ہی ان کی ناکامی کا سبب ہوگا۔ ان شاء اللہ! اس میں بھی آپ کا اور ناظم اعلیٰ کا حوصلہ بردباری اور مثبت انداز میں سامنا کرنا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے۔ پوری جماعت آپ کی دست وبازو ہے۔ میری بیماری طویل ہوگئی ہے۔ میرے لیے خاص وقت میں صحت کی دعا ضرور فرماتے رہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء! والسلام!

عبداللہ یوسف' ناظم دارالحدیث اوکاڑہ

ورکن مجلس عاملہ وشوریٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان



اگر حدیث نبوی ﷺ کو قرآن کریم سے الگ کر دیا جائے تو صرف قرآن مجید سے ضابطۂ حیات کی تکمیل نہیں ہو پاتی اور کوئی شخص صرف قرآن کی روشنی میں نظام زندگی مرتب نہیں کر سکے گا۔ وہ لوگ جو اپنی مرضی سے قرآن کریم کی تشریح کرنا چاہتے ہیں وہ احادیث سے انکاری ہیں۔

قرآن کریم ایک اصولی کتاب ہے۔ اس کا کام اصول وکلیات بیان کرنا ہے اور اس کی جزئیات ہمیں ترجمان القرآن رسول کریم ﷺ کی احادیث سے ملتی ہیں۔ اگر قرآن مجید ہی کو دین کی توضیح وتشریح کا کفیل گردانا جاتا تو رسول کریم ﷺ کی تشریف آوری کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ سنت رسول اللہ ﷺ کو سامنے رکھے بغیر نہ تو قرآن کو اور نہ ہی اسلام کو سمجھا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید ﴿اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ﴾ نماز ادا کرنے کا حکم دیتا ہے اور پانچوں نمازوں کے اوقات، عدد رکعات، قراءت وتسبیحات اور دیگر اموری تفصیلات حدیث رسول ﷺ پر چھوڑ دیتا ہے۔ زکوۃ کے سلسلہ میں ﴿اٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ فرماتا ہے۔ حج کو فرض ٹھہرا کر صرف ﴿لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ﴾ کی صدا دیتا ہے۔ ان سب فرائض ومناسک کی ادائیگی کا طریقہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے۔ کھانے کے بارے میں حکم ربانی ہے: ''تم پر حرام کیا گیا مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی اور نام پر ذبح کیا گیا ہو۔'' ذبح کیسے کرنا ہے؟ اونٹ کو نحر کیسے کرنا ہے؟ کتا، بلی، شیر، چیتا نہیں کھانا۔ اللہ کا نام کب لینا ہے، کیسے لینا ہے۔ مچھلی پر ذبح کے وقت اللہ کا نام کیوں نہیں لینا۔ یہ سب باتیں ہمیں احادیث نبوی ﷺ سے ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ''ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا تاکہ اسے لوگوں کے لیے واضح کریں۔''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

''ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا تم ہی میں سے کہ پڑھتا ہے تم پر ہماری آیتیں اور پاک کرتا ہے تم کو اور سکھاتا ہے کتاب اور حکمت کی باتیں جو تم نہیں جانتے۔''

فرمان الٰہی میں حکمت کا یہ لفظ کیا ہے؟ یہ تعلیم رسول کریم ﷺ ہے جو قرآن کے علاوہ ہے، یہ سنت نبوی ﷺ ہے۔ جس کی تعلیم آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی اور خود عمل کر کے دکھلایا۔

اللہ کا پیغام اس کے بندوں تک بہت سے پیغمبروں نے پہنچایا مگر بدبخت انسان اس کو نیست ونابود کرتا رہا۔

رسول کریم ﷺ نے آغازِ وحی میں حدیثیں لکھنے سے منع فرمایا تاکہ قرآن اور احادیث نبوی ﷺ گڈمڈ نہ ہو جائیں۔ جب قرآن کا بیشتر حصہ نازل ہو گیا اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے حفظ کر لیا تو آپ ﷺ نے حدیث لکھنے کی اجازت دے دی لیکن یہ اجازت بھی مخصوص لوگوں کو تھی۔

صحف آدم علیہ السلام وشیث علیہ السلام ونوح علیہ السلام تو بہت دور کی بات ہے صحف ابراہیم علیہ السلام بھی جن کا قرآن میں ذکر ہے اب کہاں ہیں؟

جزیرہ نمائے عرب کے لوگوں کے ہاں پڑھنے لکھنے کا رواج بالکل نہیں تھا۔ رسول کریم ﷺ نے ۷ھ میں مشرقی عرب علاقہ الاحساء میں ایک تبلیغی خط بھیجا۔ سارے علاقہ میں کوئی اسے پڑھنے والا نہ ملا۔ بہت تلاش جستجو کے بعد ایک بچہ ملا جس نے یہ خط پڑھ کر سنایا۔

یہ کتنا ولولہ انگیز امر ہے کہ رسول کریم ﷺ کی طرف جو پہلی وحی نازل ہوئی وہ لکھنے کی تعریف اور پڑھنے کے حکم پر تھی اور جس کی آپ نے عمر بھر تعمیل کروائی۔

رسول کریم ﷺ وقتاً فوقتاً نازل ہونے والی آیتوں اور سورتوں کے لکھوانے کا فوراً بندوبست کرتے۔ کچھ لوگ مدینہ منورہ میں مسلمان ہوئے تو وہاں آپ نے ایک معلم سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جو مقری کہلاتے تھے قرآن، اور دینیات کی تعلیم کے لیے بھیجا۔

مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت ایک حصہ میں (صفہ) چبوترہ بنایا۔ یہ اولین اقامتی اسلامی جامعہ تھی۔ رات کو طلبہ وہاں پر سوتے۔ اساتذہ مامور کیے گئے جو دن کو انہیں لکھنے پڑھنے اور مسائل دین وغیرہ کی تعلیم دیتے۔ صرف قبیلہ تمیم سے تقریباً ستر طلبہ آئے جنہوں نے مدینہ میں رہ کر قرآن سیکھا اور دینی تعلیم حاصل کی۔ سب طالب علم اپنے اپنے علاقوں میں جا کر تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ جنگ بدر کے قیدیوں سے جو اچھا برتاؤ کیا گیا اس پر آدمی حیران رہ جانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قیدیوں کی رہائی کا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ جو قیدی پڑھنا لکھنا جانتا ہے وہ دس دس مسلمان بچوں کو تعلیم دے، مشرک کو استاد بنانے کا جواز کوئی اتفاقی نہ تھا بلکہ تعلیم پھیلانے کے متعلق مستقل پیش رفت تھی۔

عہد نبوی ﷺ میں نو مسجدیں تھیں، لوگ وہاں پانچ وقت نماز پڑھتے اور جمعہ مسجد نبوی میں پڑھتے تھے۔ (ہفتہ میں ایک دن عورتوں کی تعلیم وتزکیہ کے لیے مخصوص تھا۔ رسول کریم ﷺ خود ان کو تعلیم دیتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پڑھنا لکھنا جانتی تھیں۔ عورتوں کی تعلیم کا خاص بندوبست کیا گیا۔ یہودیوں کے ساتھ رسول کریم ﷺ کا معاہدہ مدینہ دنیا کا پہلا تحریری دستور مملکت ہے جس میں، حاکم ومحکوم دونوں کے حقوق وواجبات کی تفصیل ہے۔

ہجرت کے پہلے سال آپ نے مردم شماری کروائی۔ مرد، بچے، عورتیں ۱۵۰۰ تھے۔ پانچ ہجری میں بنی فزارہ اور غطفان سے ایک معاہدہ لکھا گیا۔ ۶ھ میں صلح حدیبیہ لکھا گیا۔ آنحضرت ﷺ نے قیصر وکسریٰ، مقوقس، نجاشی کو خطوط لکھے۔

رسول کریم ﷺ نے آغاز وحی میں حدیثیں لکھنے سے منع فرمایا تاکہ قرآن اور احادیث نبوی ﷺ گڈمڈ نہ ہو جائیں۔ جب قرآن کا بیشتر حصہ نازل ہو گیا اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے حفظ کر لیا تو آپ ﷺ نے حدیث لکھنے کی اجازت دے دی لیکن یہ اجازت بھی مخصوص لوگوں کو تھی۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا صحیفہ ''صحیفہ

صادق" بہت مشہور ہے جس میں ایک ہزار سے زیادہ احادیث تھیں۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ میں جو آپ سے سنوں کیا اسے لکھ لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! انہوں نے عرض کی آپ راضی ہوں یا غصہ میں؟ آپ نے فرمایا: ہاں اس لیے کہ میں ہر حال میں حق بات کہتا ہوں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہمام بن منبہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تحریر کردہ صحیفہ مرتب کیا۔ رسول کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابورافع نے احادیث لکھنے کی اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لکھ لیا کرو۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ دس برس کی عمر میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور وفات تک ہمراہ رہے۔ رسول کریم ﷺ خود احادیث لکھواتے تھے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم آپ کو احادیث سناتے اور گھر واپس جانے لگتے تو آپ ہمیں بلا کر دوبارہ احادیث دہراتے تاکہ ہم بھول نہ جائیں۔

رسول کریم ﷺ کے کاتب زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے حکم سے یہودیوں کی زبان اور تحریر سیکھی۔

انتظامی ضرورتوں کے موقعوں پر اپنے گورنروں، قاضیوں، تحصیلداروں کو ہدایتیں لکھ بھیجیں۔ اکثر ان مسئولین کے پوچھنے پر ان کو جواب لکھواتے۔ آنحضرت ﷺ نے زکوٰۃ یعنی زراعت ریوڑوں، معدنیات وغیرہ میں حکومت کو ادا طلب محصول کی شرحیں تحریر کروائیں۔

خطوط پر ثبت کرنے کے لیے رسول کریم ﷺ نے مہر بنوائی، فتح مکہ کے وقت ایک شخص کے کہنے پر خطبہ فتح مکہ تحریر کروا کر دیا۔ رسول کریم ﷺ کے وصال کے وقت مندرجہ ذیل ۱۹ صحیفے لکھے جا چکے تھے:

① صحیفہ فاطمۃ الزہراء ② نسخہ ابوبکر ③ سعد بن عبادہ مکتوبہ ④ احادیث التفسیر ابی بن کعب ⑤ مکتوب عمر بن الخطاب ⑥ صحیفہ عبداللہ بن مسعود ⑦ ابی رافع ⑧ صحیفہ علی بن عبدالمطلب ⑨ صحیفہ زید بن ثابت ⑩ صحیفہ مغیرہ بن شعبہ ⑪ صحیفہ عمرو بن حزم انصاری ⑫ صحیفہ عبداللہ بن عمرو ⑬ صحیفہ سمرہ بن جندب ⑭ رافع بن خدیج ⑮ جابر بن عبداللہ ⑯ شمعون بن یزید ⑰ انس بن مالک ⑱ صحیفہ ہمام بن منبہ

رسول کریم ﷺ کے وصال کے وقت مدینہ میں ۳۸ مدرسے تھے جو قرآن واحادیث پڑھاتے تھے۔ رسول کریم ﷺ کے وصال کے بعد کوفہ، مدینہ، مکہ، شام وغیرہ میں بہت بڑے مدارس تھے۔

عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں اسلامی فتوحات کا دور دورہ ہوا۔ مسلمان مدینہ طیبہ سے نکل کر دور دراز علاقوں میں پھیل گئے۔ جہاں جہاں اسلام کی روشنی پھیلی مسلمانوں نے وہاں بود و باش اختیار کر لی جن میں پڑھے لکھے لوگ، تجارت پیشہ لوگ اور مختلف قسم کے لوگ تھے۔ جو رسول کریم ﷺ سے حاصل کردہ علم و ہنر بھی ہمراہ لیتے گئے۔ بکثرت تابعین نے ان کی ہم نشینی سے بھرپور فائدہ اٹھایا، ان سے علم حاصل کرنے کے بعد لوگوں کو مستفیض کرنے لگے۔ چنانچہ ان علاقوں میں مزید مدرسے قائم ہوتے گئے۔

مکہ مکرمہ میں یہ لوگ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جیسے مفسر کے شاگرد تھے۔ جن میں ① مجاہدؒ ② عطاء بن

جو لوگ احادیث اور سنت نبوی ﷺ کو نہیں مانتے اگر وہ غور کریں کہ نہ تو نماز سنت اور احادیث کو مانے بغیر پڑھی جا سکتی ہے، نہ ہی حج کیا جا سکتا ہے، نہ ہی زکوٰۃ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔

ابی رباح ③ عکرمہ مولی ابن عباسؒ ④ طاؤسؒ ⑤ جبیرؒ وغیرہم مشہور ہیں۔

مدینہ میں مفسرین کی ایک کثیر تعداد درس دیا کرتی تھی، امام مالک نے بھی ان سے درس لیا۔ شام میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ درس دیتے تھے۔

احادیث کی تبلیغ کا یہ سلسلہ جو رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی وجہ سے جاری ہوا اور ان شاء اللہ تا قیامت چلتا رہے گا۔

مندرجہ ذیل چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث کی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے:

① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ	۵۳۷۴
② سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما	۲۶۳۰
③ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ	۲۲۸۶
④ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۲۲۱۰
⑤ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما	۱۶۶۰
⑥ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ	۱۵۴۰
⑦ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ	۱۱۷۰

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین نے احادیث کی تبلیغ کا کام کیا۔ مکہ میں ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے ملاقات، مدینہ میں السائب رضی اللہ عنہ سے اور شام میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے اور بصرہ میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرنے والے آخری تابعی تھے۔

اس کے بعد تبع تابعی وہ مومن تھے جو کسی تابعی سے ملے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ، امام مالک وامام شافعی تبع تابعی تھے اور امام احمد بن حنبل ان کے بعد آئے ان کا سن وفات ۲۴۱ھ ہے۔ انہوں نے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا پھر ان ہی کی طرح محدثین وعلماء کرام نے اس کام کو انجام دیا اور قیامت تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

قرآن مجید کا حکم ہے: "اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔"

جو لوگ احادیث اور سنت نبوی ﷺ کو نہیں مانتے اگر وہ غور کریں کہ نہ تو نماز سنت اور احادیث کو مانے بغیر پڑھی جا سکتی ہے نہ ہی حج کیا جا سکتا ہے نہ ہی زکوٰۃ کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ الغرض کوئی بھی دینی معاملہ ہو جب تک حدیث کی طرف رجوع نہیں کریں گے بات نہیں بنے گی کیونکہ قرآن اور حدیث لازم وملزوم ہیں۔

احادیث اور سنت نبوی کے احکامات پر ہر مسلمان کا عمل کرنا ضروری ہے۔ یہ سب ان اسلاف اسلام کی محنت کا ثمر ہیں جنہوں نے رسول کریم ﷺ کے فرمودات کو جمع کر کے تحریری شکل میں ہم تک پہنچایا۔ ہمارے لیے اسلامی تعلیمات کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان بنا دیا۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ان خدام دین کو دین کی حفاظت کا سبب اور ذریعہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ تمام اسلاف کی دینی کاوشوں کو شرف قبولیت بخشے۔ آمین!

مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

میری ہمسائیگی میں ایک سعودی دوست ابوحمد سامی حمد الجندلی رہتے ہیں۔ پیشہ کے اعتبار سے سکول ٹیچر ہیں۔ دعوتی کاموں میں پیش پیش رہتے ہیں۔ ان کا گھر میرے گھر سے قریباً 50 میٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بعض اوقات وہ اچانک غائب ہو جاتے ہیں، ان کی عدم موجودگی میں میری نگاہیں ان کی تلاش میں رہتی ہیں۔ کچھ عرصے بعد پھر مسجد میں ان سے ملاقات ہو جاتی ہے۔

جب ملتے ہیں تو بتاتے ہیں: ''ہم فلاں ملک گئے تھے۔ وہاں اتنے دن قیام کیا۔ اسلامک سنٹر کی بنیاد رکھی فلاں ملک میں ہم دعوتی سنٹر قائم کر رہے ہیں''۔ یہی باتیں کرتے کرتے ہم مسجد میں تھوڑی دیر کے لیے بیٹھ جاتے ہیں اور وہ اپنے سفر کے مشاہدات سے آگاہ کرتے ہیں۔

ابوحمد عموماً روس کی آزاد کردہ ریاستوں اور اس کے اردگرد کے ممالک میں تشریف لے جاتے ہیں۔ ریاض میں اگر آپ ائرپورٹ کی طرف جائیں تو راستے میں ''لجنة التعريف بالاسلام'' کا دفتر ہے۔ اس کے رئیس تو ہمارے پرانے دوست شیخ عبداللہ مسفر ہیں۔ اس ادارے کا کام جس طرح اس کے نام سے ظاہر ہے اسلام کا تعارف کروانا ہے۔ یہ لوگ بڑے ہی مختلف انداز میں لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچاتے ہیں۔ مختلف ممالک میں اسلامی لٹریچر ارسال کرتے ہیں۔ اسلامک سنٹرز میں قرآن کریم تقسیم کرتے ہیں۔ ابوحمد بھی اس ادارے کے ساتھ منسلک ہیں۔ قدرے میانے قد کے ابوحمد انگلش زبان سے نابلد ہیں، مگر اس کے باوجود دعوتی سرگرمیوں کے لیے آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو دنیا درکار نہیں بلکہ وہ سب کچھ اللہ کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔ میرا اپنا اندازہ ہے کہ وہ خرچ بھی اپنی جیب سے لیتے ہیں۔ ان کے دل میں ایک ہی جنون سمایا ہوا ہے کہ کسی طرح اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا کے مختلف حصوں اور ملکوں تک پہنچایا جائے۔ ان کی گفتگو سنیں تو ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے: میں کل بوداپسٹ (Budapest) جا رہا ہوں۔ یہ مشہور شہر ہنگری کا دارالحکومت ہے۔ یہاں پر بھی ان کے تعاون سے ایک اسلامک سنٹر قائم ہے۔ مجھے یاد آیا کہ ایک دور میں مسلمانوں کی فوجیں بھی اس شہر تک پہنچی تھیں۔ اب یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ شہر مسلمانوں نے فتح کیا تھا یا نہیں۔

ایک مرتبہ مجھے بھی اس شہر میں پرنٹنگ کے سلسلہ میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ سردی کا موسم تھا میں جرمنی کے شہر فرینکفرٹ سے بذریعہ ہوائی جہاز جب ''بوداپسٹ'' پہنچا تو پورا شہر سفید نظر آیا۔ رات بھر کی برف باری نے ہر چیز کو سفید کر دیا تھا۔

پہلے روز تو میں نے پرنٹنگ کے کاموں کو نمٹایا۔ یہاں کا ایک پرنٹنگ پریس خاصا بڑا تھا۔ اگلے دن ایک گائیڈ کو لے کر میں شہر کی سیاحت کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ مجھے بطور خاص وہ چرچ دکھایا گیا جس کے بارے میں گائیڈ نے بتایا کہ اس چرچ کے اندر اور باہر مسلمانوں کے ساتھ خون ریز جنگ ہوئی تھی۔ ابوحمد کہنے لگے: وہاں کے اسلامی سنٹر کے انچارج کا تعلق افغانستان سے ہے اور وہ اردو بھی بولتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرا ان کو سلام کہیے گا۔ پھر اچانک خیال آیا کہ ہمارا ایک مسلمان بھائی اتنی دور دعوت کا کام کر رہا ہے۔ کیوں نہ ان کو تحفہ بھجوایا جائے۔ میں نے ابوحمد سے مشورہ کیا۔ کہنے لگے: وزن کی زیادہ گنجائش نہیں تاہم ایک عدد سوٹ اور کچھ قرآن کریم سکھانے والے کمپیوٹرز لے جائے جا سکتے ہیں۔ چنانچہ ابوحمد کے ہاتھ میں نے ایک گرم سوٹ اور قرآن کریم سکھانے والے چند کمپیوٹر بھی ارسال کیے۔ ابوحمد واپس آئے تو بڑے پرجوش انداز میں اپنے سفر کی روداد بیان کرنے لگے۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح وہاں کے داعی حضرات اور دیگر لوگ ان تحائف پر خوش ہوئے۔ وہ مجھے بھی اکساتے رہے کہ ایک مرتبہ تم بھی ان علاقوں میں تبلیغ کے لیے ضرور جاؤ۔ اپنی آنکھوں سے دیکھو کہ وہاں مسلمان کیسے بستے ہیں۔ ان کے کیا مسائل ہیں اور وہ کس طرح کے نامساعد حالات میں اسلام اور اسلامی اقدار کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔

مجھے بلاشبہ ابوحمد پر رشک آتا، میں ان سے کہتا: ابو حمد! جب اللہ کو منظور ہوگا ایک دن ضرور میں بھی ان علاقوں میں جاؤں گا جہاں پر کبھی روس کا قبضہ تھا اور اس کے مظالم تھے۔ ان علاقوں میں مسلمانوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیں اور قربانیوں کی ایک لازوال تاریخ مرتب کی۔ وہاں کے مسلم زعماء نے جس طرح روس میں قرآن کریم کو سیکھنے اور حفظ کرنے کے مدارس قائم کیے یہ انہی کا خاصا تھا۔

ان علاقوں میں مسلمانوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں دیں اور قربانیوں کی ایک لازوال تاریخ مرتب کی۔ وہاں کے مسلم زعماء نے جس طرح روس میں قرآن کریم کو سیکھنے اور حفظ کرنے کے مدارس قائم کیے یہ انہی کا خاصا تھا۔

ایک دن نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد جیسے ہی میں مسجد سے نکلا تو میں نے دیکھا کہ ابو حمد کے ساتھ تین چار نوجوان کھڑے ہیں۔ ہم نے ہاتھ ملایا، کہنے لگا: اگر تمہارے پاس وقت ہو تو تھوڑی دیر کے لیے میرے گھر آجاؤ اکٹھے بیٹھ کر قہوہ پیتے ہیں۔ یہ نوجوان جو میرے ساتھ کھڑے ہیں ان کا تعلق لٹویا (Latvia) سے ہے۔ میری خواہش ہے کہ ان کا تم سے تعارف کروایا جائے۔ میں نے لمحہ بھر سوچا، واقعی ابوحمد نے مجھے بہت مرتبہ اپنے گھر آنے کی دعوت دی تھی، مگر وقت نہ مل سکا تھا۔ آج ان کی پیشکش قبول کرنے کا بہت مناسب موقع تھا۔

میں نے کہا: آپ گھر پہنچیں، میں ابھی آتا ہوں۔ ان کے گھر کے دروازے پر پہنچا تو وہ باہر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ کہنے لگے: آج ہم اپنی روایتی بدوی عربی سٹائل کی مجلس ہی میں بیٹھیں گے۔ مجلس میں داخل ہوئے تو سامنے فرش پر قہوہ، چائے اور انواع و اقسام کی کھجوریں رکھی ہوئی تھیں۔ ابوحمد نے روایتی انداز میں قہوہ پیش کرنا شروع کر دیا۔ اگر کسی نے قہوہ اور کھجور کا صحیح لطف

اٹھانا ہو تو بدوؤں کا مہمان بنے۔ ان کے ہاں جو اہتمام ہوتا ہے، اس کا ایک جداگانہ مزہ ہے۔ میرے سامنے تین نوجوان بیٹھے تھے۔ جن کی شکلوں سے صاف نظر آ رہا تھا کہ ان کا تعلق روسی علاقوں سے ہے۔ ان کی عمریں تیس سال سے کم تھیں۔ چھریرا بدن، خوبصورت داڑھیاں، سفید رنگ، عربی لباس پہنے ہوئے بڑے بھلے لگ رہے تھے۔ چہرے سے ذہانت، فطانت اور سنجیدگی ٹپک رہی تھی۔ وہ بڑی خوبصورت فصیح عربی زبان بول رہے تھے۔ ایک کا نام عمران، دوسرے کا سلمان اور تیسرے کا حبرر تھا۔ میری الٹی جانب بیٹھے ہوئے خالد محمد مصباح کا تعلق لبنان کے مشہور شہر طرابلس سے ہے۔ واضح رہے کہ ایک طرابلس لیبیا میں ہے اور ایک لبنان میں بھی ہے۔ جب میں نے ان کو بتایا کہ میں ایک مرتبہ طرابلس جا چکا ہوں تو بہت خوش ہوئے۔ بیروت سے کوئی ڈیڑھ دو گھنٹے کی مسافت پر واقع یہ شہر اہل سنت والجماعت کا گڑھ ہے۔ بیروت کی ثقافت اور اس شہر کی ثقافت میں بہت بڑا فرق ہے۔ اس شہر میں مساجد کے اونچے اونچے مینار ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

میرا تعلق ریگا (Riga) سے ہے، یہ ''لٹویا'' کا دار الحکومت ہے، عمران گویا ہوا۔ یہ علاقہ کچھ عرصہ پہلے تک روس کے ماتحت تھا۔ جب روسی ریاستیں آزاد ہوئیں تو ہمارا ملک بھی آزاد ہو گیا۔ انتیس سالہ عمران بڑے ہی پیارے انداز میں اپنی باتیں سنا رہا تھا۔ ہم سے اگر کوئی پوچھے کہ تمہارا مذہب کیا تھا تو سچی بات یہ ہے کہ ان علاقوں میں مذہب سے بہت دوری پائی جاتی ہے۔ ہمارے والدین اگرچہ عیسائی ہیں مگر ان لوگوں کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ البتہ میں قدرے زیادہ مذہبی تھا۔ یہ میرا بڑا بھائی سلمان بیٹھا ہوا ہے، ہمارے گھر میں سب سے پہلے اس نے اسلام قبول کیا تھا۔ پھر میری قسمت نے یاوری کی اور میں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے قرآن کریم کی زبان عربی سیکھنے کا شوق ہوا تو میں قاہرہ چلا گیا۔ وہاں میں نے ایک سال تک عربی زبان سیکھی۔ اس دوران میں نے مدینہ یونیورسٹی میں داخلہ کے لیے درخواست دے دی۔ میرا بھائی سلمان پہلے سے مدینہ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ الحمدللہ! میری بھی درخواست قبول ہو گئی اور میں قاہرہ سے مدینہ آ گیا۔ کچھ عربی زبان میں پہلے سے قاہرہ میں سیکھ چکا تھا۔ مزید ایک سال مجھے معہد اللغۃ میں پڑھنا پڑا۔ بعد میں میرا داخلہ 'قسم الدعوۃ واُصول الدین' میں ہو گیا۔ میں نے چار سال وہاں تعلیم حاصل کی اور اب میں تین چار دن تک اپنے وطن واپس جا رہا ہوں۔ اب میں وہاں دعوت کا کام کروں گا۔ ان کی آنکھوں میں عزم صمیم کی چمک واضح طور پر نظر آ رہی تھی۔

معزز قارئین کرام! اسلام آباد سے لٹویا (Latvia) ائرلائن کی ایک فلائٹ ریگا (Riga) کے لیے جاتی ہے، جو آپ کو چھ سے ساڑھے چھ گھنٹوں میں ریگا پہنچا دیتی ہے۔ اس شہر کی ایک خوبی یہ ہے کہ یہ روس اور یورپ کے درمیان واقع ہے۔ روس میں خشکی کے ذریعے داخل ہونے والا سامان اس ملک سے ہو کر گزرتا ہے۔ میری اور میرے بھائی کی پیدائش ریگا کی ہے، ہمارے گھر میں صرف ہم دونوں ہی مسلمان ہیں۔ ہمارے خاندان کے

ایک محتاط اندازے کے مطابق اس ملک میں صرف پانچ ہزار مسلمان بستے ہیں۔ بعض اس سے زیادہ بھی بتاتے ہیں۔ دین کا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارے جو امام مسجد ہیں ان کو شاید سورۃ یسین آتی ہو۔ پورے ریگا میں ایک ہی مسجد ہے۔

کسی اور شخص کو ابھی تک اسلام لانا نصیب نہیں ہوا۔ ہمارا اپنا تعلق بھی اصلا روس سے ہے۔ دوسری جنگ عظیم کی خانہ جنگی کے دوران امن کی تلاش میں ہمارے والدین ریگا میں آ کر بس گئے۔ اس ملک کی آبادی صرف پچیس لاکھ ہے۔ مسلمان بہت ہی تھوڑے سے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق اس ملک میں صرف پانچ ہزار مسلمان بستے ہیں۔ بعض اس سے زیادہ بھی بتاتے ہیں۔ دین کا علم نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمارے جو امام مسجد ہیں ان کو شاید سورۃ یسین آتی ہو۔ پورے ریگا میں ایک ہی مسجد ہے۔ جس میں مسلمان نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ان علاقوں میں بڑی سخت سردی پڑتی ہے۔ درجہ حرارت منفی 20 ڈگری تک چلا جاتا ہے۔ گزشتہ دنوں منفی 5 ڈگری تھا۔ گرمیوں میں موسم معتدل ہوتا ہے۔ یعنی جس طرح سعودی عرب میں سردیوں کا موسم ہوتا ہے اسی طرح کا موسم ہمارے یہاں گرمیوں میں ہوتا ہے۔

یہاں کی حکومت ایک جمہوری حکومت ہے۔ مسلمانوں کو اپنے دینی شعائر ادا کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ الحمدللہ ہمارے اوپر کوئی پابندی نہیں۔ اگر حکومت دور سے ہماری نگرانی کرتی بھی ہے تو ہمیں اس کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ دعوت کا میدان بالکل خالی ہے۔ مسلمان اگر چاہیں تو دعوتی سرگرمیوں کو مزید وسعت دے سکتے ہیں۔ دونوں بھائی الحمدللہ دارالسلام سے بخوبی واقف تھے۔ کہنے لگے: ہم کتابوں میں آپ کا نام پڑھتے تھے آج آپ سے ملاقات کر کے بہت خوشی ہو رہی ہے۔

ہماری اس گفتگو میں سعودی عرب کے جنوب میں رہنے والے حسن خمیشی بھی شامل ہو گئے۔ مجھ سے کہنے لگے: عمران دو تین دن کے بعد مستقل واپس جا رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اپنے تجربات کی روشنی میں انہیں ایسے طریقے بتائیں کہ یہ وہاں جا کر دعوت کا کام کیسے کریں؟

میں نے دونوں بھائیوں سے سوال کیا: قرآن کریم کا ترجمہ آپ کی مقامی زبان میں ہو چکا ہے؟ خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ عمران نے اپنے بھائی سلمان کی طرف اشارہ کر دیا۔ میں نے عمران سے کہا: بھائی یہ تمہارا نام تو بالکل پاکستانیوں جیسا ہے، یہ تم نے کہاں سے لے لیا؟ کہنے لگا: جب میں نے اسلام قبول کیا تو میرا روسی نام تو بڑا عجیب وغریب اور زبان پر مشکل سے ادا ہونے والا تھا۔ میں نے انٹرنیٹ پر نام تلاش کرنا شروع کیے تو عمران مجھے بڑا اچھا لگا اس لیے میں نے اس نام کا انتخاب کر لیا۔ حسن خمیشی نے ہماری تصحیح کی کہ بھئی یہ نام پاکستانی نہیں بلکہ یہ تو مشہور صحابی عمران بن حصین کا ہے۔ انہوں نے خیبر کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا۔

عمران کے بڑے بھائی سلمان نے اس گھرانے میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ الحمدللہ! مدینہ یونیورسٹی سے اس نے ''کلیۃ الشریعۃ'' سے گریجویشن کر لی ہے۔ اب ماسٹر کے لیے درخواست دے رکھی ہے۔ سلمان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس نے مقامی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ مدینہ یونیورسٹی کا علمی ماحول، وہاں پر اساتذہ کی سرپرستی حاصل تھی۔ مسجد نبوی کی اپنی بھی برکت تھی۔ سلمان کہہ رہا تھا: الحمدللہ! میں نے گزشتہ پانچ چھ برس کی محنت کے بعد حال ہی میں اس کام

کو مکمل کیا ہے، مگر ابھی یہ چھپنے کے لائق نہیں۔ کیونکہ اسے ابھی مراجعہ کی ضرورت ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی تصحیح کون کرے؟ کیونکہ ہمارے اپنے ملک میں دینی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ عالم دین کوئی بھی نہیں۔ ہم دونوں بھائی پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے مدینہ یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی ہے۔ میں نے پوچھا: کیا پہلے قرآن کریم کا ترجمہ نہیں ہوا؟ کہنے لگا: ایک ترجمہ مستشرقین نے کیا ہوا ہے مگر اس کی زبان اتنی سخت ہے کہ ہم جیسوں کے لیے بھی ناقابل فہم ہے۔

قارئین کی دلچسپی کے لیے عرض ہے کہ یورپ کی بعض یونیورسٹیوں میں ایسے شعبہ جات موجود ہیں جو دیگر ادیان کی مذہبی کتابوں کے تراجم مقامی زبانوں میں کرواتے ہیں۔ بدقسمتی سے مسلمان ریسرچ کے میدان میں بہت پیچھے ہیں۔ ہماری یونیورسٹیوں یا بڑے اداروں کا بجٹ ترجمہ یا ریسرچ کے لیے عموماً صفر یا بالکل برائے نام ہوتا ہے۔

عمران کے لیے ہم نے جو لائحہ عمل سوچا کہ وہ دعوت کا کام کیسے اور کیونکر کریں۔ اس کے بارے میں چند باتیں عرض کیے دیتا ہوں۔ مسلمان اپنے اخلاق سے، اپنے کردار سے اور اپنے اعمال سے دوسروں کو متاثر کرتا ہے۔ اس کی ایک ایک حرکت کو دوسرے لوگ نوٹ کر رہے ہوتے ہیں۔ ایک سچا' کھرا' مسلمان اپنے حسن تعامل سے نجانے کتنے لوگوں کے دلوں میں گھر کر لیتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ کی سیرت ہمارے سامنے ہے۔ اس دنیا میں بے شمار ایسے لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہے۔

برادرم خالد محمد مصباح لبنانی نے بڑا خوبصورت واقعہ سنایا کہ یورپی ماحول میں رہنے والا ایک مسلمان نوجوان جس کی عمر بیس بائیس سال سے زیادہ نہیں، بازار میں نکلتا ہے تو قرآن کے حکم کے مطابق غض بصر پر عمل کرتے ہوئے اپنی نگاہوں کو نیچا رکھتا ہے۔ ایک یورپی خاتون نے اس کا جائزہ لینا شروع کیا کہ یہ نوجوان ہمیشہ نگاہیں نیچی کر کے کیوں چلتا پھرتا ہے۔ اس نے کبھی عورتوں کی طرف منہ اٹھا کر کیوں نہیں دیکھا۔ جب اس نے تحقیق کی تو اسے معلوم ہوا کہ اسلام میں مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ بازاروں میں نکلیں تو اپنی نگاہیں نیچی رکھیں تا کہ کسی نامحرم عورت پر نظر نہ پڑے۔ ہمارے قارئین کرام کو تعجب ہوگا کہ اس یورپی خاتون نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ اسے اسلام کی تعلیمات اچھی لگیں اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

ایک مسلمان بلاشبہ چلتا پھرتا داعی ہوتا ہے۔ قرآن کریم نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے: ﴿ادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ ''لوگوں کو اپنے رب کے دین کی طرف حکمت سے اور اچھے انداز میں دعوت دو''۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں جہالت عام ہے۔ اب بھی بہت سارے ممالک ایسے ہیں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں۔ ایسے ملکوں میں اسلام کو پھیلانے کے لیے ہماری ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں۔

معزز قارئین! مجھے یقین ہے کہ چند دنوں کے بعد مدینہ یونیورسٹی کا یہ فارغ التحصیل نوجوان عمران جب ریگا پہنچے گا تو نئے جذبے اور نئے عزم و ہمت کے ساتھ اسلام کی دعوت کا کام انجام دے گا۔ لوگوں کو مسلمان کرے گا، میرے پیارے نبی کا دین' ان تک پہنچائے گا۔ مجھے اس دبلے پتلے نوجوان کی آنکھوں میں ایک چمک اور روشنی نظر آ رہی تھی۔ اس نے عربی کتب کی قلت کا اشارہ کیا۔ میں نے اسے کہا کہ تمہارے لیے میری طرف سے یہ تحفہ ہے کہ دارالسلام مدینہ برانچ میں جاؤ اور جتنی کتابیں تم اٹھا سکتے ہو وہ تمہارے لیے گفٹ ہوں گی۔ حاضرین نے سفارش کی کہ سلمان اور حیدر کے لیے بھی تو کچھ کتب ضرور ہونی چاہئیں۔ میں نے پہلے مدینہ برانچ کے منیجر کے نام چند الفاظ پر مشتمل رقعہ لکھا کہ عمران جتنی بھی کتب اٹھا سکتا ہے اسے دے دیں۔ اس کے ساتھ جو دوسرے دو نوجوان آئیں انہیں بھی ضرور حصہ دیں۔ میں چشم تصور سے ان دور دراز روسی ریاستوں میں اسلام کا نور پھیلتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور میرے دل و دماغ میں اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کے یہ الفاظ گردش کر رہے تھے:

[لَيَبْلُغَنَّ هَذَا الْأَمْرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَلَا يَتْرُكُ اللَّهُ بَيْتَ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ هَذَا الدِّينَ بِعِزِّ عَزِيزٍ أَوْ بِذُلِّ ذَلِيلٍ عِزًّا يُعِزُّ اللَّهُ بِهِ الْإِسْلَامَ وَذُلًّا يُذِلُّ اللَّهُ بِهِ الْكُفْرَ]

''یہ دین وہاں تک ضرور پہنچے گا جہاں تک رات اور دن پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کوئی مٹی کا گھر یا بالوں سے بنا ہوا خیمہ ایسا نہیں چھوڑے گا جس میں اس دین کو داخل نہ کر دے۔ یہ دین یا تو عزت والے کی عزت کے ساتھ وہاں تک پہنچے گا اور یا ذلت والے کی ذلت کے ساتھ پہنچے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جو اسے قبول کریں گے عزت پائیں گے اور جو انکار کریں گے ذلیل ہوں گے''۔

بقیہ: وحی الٰہی سے منہ پھیرنا جرم ہے

''خشکی اور تری میں فساد برپا ہو گیا ہے لوگوں کے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے تاکہ مزا چکھائے اُن کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں'' (روم)

اگر امت واپس لوٹ آئے اور اپنا حال درست کر لے، غیر صحیح عقیدوں اور افکار کو چھوڑ کر کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی طرف آ جائے تو امت کا حال درست اور ان کا انجام بھلا ہو سکتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

''اللہ کسی قوم کے حال کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے اوصاف کو نہیں بدل دیتی'' (رعد)

اگر امت کے فرزند حد سے بڑھ گئے اور سرکشی میں بھٹکتے رہے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنی عزت اور قدرت سے پکڑ لے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ تو ایک ہی ہے جو کسی کے لیے تبدیل نہیں ہوتا۔ ویسے بھی نافرمان اور احکام الٰہی کی خلاف ورزی کرنے والے اللہ کے نزدیک بڑے بے وقعت ہیں۔

اے لوگو! ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کی شریعت پر قائم ہو جائیں، کتاب وسنت کو اپنی زندگی میں نافذ کریں اور اس سے ذرہ برابر بھی نہ ہٹیں، کیونکہ امت کی ترقی، ثابت قدمی اور بہتری کتاب وسنت کی پیروی ہی سے جڑی ہوئی ہے۔

اے اللہ! جو ہمارے بارے میں، اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں برا ارادہ رکھے، یا اللہ تو اسے خود میں مشغول فرما دے، اس کی چال اسی کے خلاف بنا دے، اسے برائی کے چکر میں گھیر دے! اس پر برائی نازل فرما دے! اس پر اپنا عذاب نازل فرما جو مجرموں سے دور نہیں ہوتا۔ ان میں ہمیں اپنی قدرت کے عجائب دکھا۔ آمین!



یہ کوئی ۱۹۵۵ء کی بات ہو گی کہ کوہ نور ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد کے مالکان محمد یوسف سہگل اور میاں رفیق سہگل نے روزنامہ آفاق' جو لاہور سے شائع ہوتا تھا اس کا ڈکلریشن فیصل آباد سے اپنے نام کروالیا اور یہاں سے اس کی اشاعت ہونے لگی جس کے ایڈیٹر اس دور کے نامی گرامی صحافی اور شگفتہ مزاج لیڈر علامہ حسین میر کاشمیری کو بنایا۔ علامہ صاحب کا قیام مرکزی جمعیت اہل حدیث امین پور بازار میں تھا۔ وہ مولانا محمد صدیق کے ساتھ علمی گفتگو کرتے اور ملکی حالات ومسائل پر بھی اکثر بات چیت کیا کرتے تھے۔ ان دونوں کی بحث وتمحیص اور گپ شپ سے ہم خوب محظوظ ہوتے۔

روزنامہ آفاق کی ادارت سے قبل علامہ صاحب لاہور میں اس زمانے کے بڑے بڑے روزناموں' زمیندار' انقلاب اور احسان میں مقالات' فکاہی کالم اور اشعار لکھا کرتے تھے۔ مولانا ظفر علی خاں' چراغ حسن حسرت' مرتضیٰ احمد خاں میکش' حمید نظامی اور آغا شورش کاشمیری جیسے چوٹی کے اخبار نویسوں سے ان کے بے تکلف مراسم اور نشست وبرخاست رہتی۔ دوسری طرف علمی دنیا کے اصحاب علم وفہم مولانا سید محمد داؤد غزنوی' مولانا محمد اسماعیل غزنوی' سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ساتھ سفر وحضر کا ان کا ساتھ تھا۔ سیاسی جلسوں اور ملکی سطح کی تحریکوں میں ان لیڈروں کی ہمراہی اور شرکت علامہ کے معمولات تھے' وہ اپنی رنگین نوا خطابت سے سامعین کو مسحور کر دیتے تھے۔

علامہ حسین میر مرنجاں مرنج طبیعت اور خوش طبعی کے سبب تمام حلقوں میں یکساں مقبول ومحترم تھے اور مجلس آرائی وزندہ دلی کی بیحد شہرت رکھتے تھے۔ ان کے لطائف وظرائف سے ان اکابر کی محفلیں اور مجلسیں ہمیشہ کشت زعفران کا سماں پیدا کرتی تھیں۔ ان میں سے بعض دلچسپ اور خوشگوار واقعات ان سطور کا راقم قبل ازیں کئی ایک مضامین میں تحریر کر چکا ہے تاہم چند ایک طنز ومزاح سے بھرپور اور نرالی باتیں یہاں ذکر کر رہا ہوں جن میں سے بعض آغا شورش کے ہفت روزہ ''چٹان'' اور ان کی تصنیف ''پس دیوار زنداں'' میں سے یادداشتوں پر مشتمل ہیں اور بعض ہمارے فاضل دوست مولانا مجاہد الحسینی سے ملاقاتوں کے دوران سنی جانیوالی باتیں ہیں۔ مجھے علامہ صاحب سے خود بھی نوعمری کے دورانیہ میں میل ملاپ کی سعادت حاصل رہی ہے جیسا کہ ابتدا میں ذکر کیا گیا ہے۔

علامہ حسین میر مرنجاں مرنج طبیعت اور خوش طبعی کے سبب تمام حلقوں میں یکساں مقبول ومحترم تھے اور مجلس آرائی وزندہ دلی کی بیحد شہرت رکھتے تھے۔ ان کے لطائف وظرائف سے ان اکابر کی محفلیں اور مجلسیں ہمیشہ کشت زعفران کا سماں پیدا کرتی تھیں۔

علامہ حسین میر کاشمیریؒ کے ملفوظات پڑھنے سے پہلے تحریک ترک موالات (عدم تعاون) ۱۹۲۱ء کا ایک واقعہ درج کیا جاتا ہے جو مولانا مجاہد الحسینی نے اپنی ایک تصنیف ''آخری جیل کے آخری قیدی'' میں تحریر کیا ہے۔

۱۹۲۱ء میں برصغیر کے مسلمان رہنماؤں نے برطانوی سامراج کے خلاف زبردست آواز بلند کی تھی جسے تحریک ترک موالات کا نام دیا گیا تھا۔ اس جرم کی پاداش میں مولانا سید محمد داود غزنوی' مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری' شیخ حسام الدین اور مولانا ظفر علی خاں کو ایک ہی وقت میں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا تھا۔ چند دنوں بعد انہیں مختلف جیلوں میں بند کر دیا گیا۔ پہلے لاہور سنٹرل جیل میں لائے گئے وہاں سے کچھ دنوں بعد روہتک جیل میں لے جانے کا حکم آ گیا۔ اس سے قبل امرتسر جیل میں بھی رکھا گیا۔ روہتک جیل لے جانے کا جب ان سب قیدیوں کو معلوم ہوا تو مولانا سید محمد داؤد غزنوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اب اس جیل (امرتسر) سے کسی دوسری جیل نہیں جانا چاہیے۔

ان تمام قیدیوں پر عدالت میں مقدمات چل رہے تھے' امرتسر کی عدالت میں بھی ایک مقدمہ زیر سماعت تھا۔ مولانا غزنوی نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اب ہم پولیس کے ساتھ کسی عدالت میں بھی نہیں جائیں گے۔ چنانچہ سب قیدیوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا۔ تیسرے روز مولانا غزنوی کی عدالت میں پیشی تھی' پولیس لینے آئے تو آپ نے عدالت جانے سے انکار کر دیا۔ آخر پولیس نے آپ کو کندھوں پر بٹھا کر گاڑی میں بٹھایا اور عدالت میں لے گئے۔ جب عدالت پہنچے تو گاڑی سے اترنے سے انکار کر دیا۔ پولیس نے پھر کندھوں پر بٹھا کر عدالت میں پیش کیا' مولانا ظفر علی خاں بھی ساتھ تھے۔ انہوں نے یہ منظر دیکھ کر فی البدیہہ یہ اشعار کہے:

دی مولوی داؤد کو چڑھی جو پولیس نے
احباب نے پوچھا بہ تعجب کہ یہ کیا ہے؟!
کیوں لد کے چلے دوش حکومت پہ حضور آج
حضرت کی سواری کا طریقہ یہ نیا ہے
فرمانے لگے ہنس کے کہ میں عالم دیں ہوں
اور مرتبہ سرکار میں عالم کا بڑا ہے
اس واسطے مرکب کے عوض فرط ادب سے
پیش اپنے تئیں آپ حکومت نے کیا ہے
ہے فخر یہ مجھ کو میری ران کے نیچے
خود حضرت عیسیٰ کی سواری کا گدھا ہے

اس واقعہ سے واضح ہوتا ہے کہ ہمارے اسلاف قید وبند کی صعوبتوں کو نہ صرف بخوشی برداشت کرتے تھے بلکہ برطانوی غیر ملکی حکومت کے کارپردازوں سے خوب اٹھکیلیاں بھی کرتے اور ان کے ظلم وتشدد کا مذاق بھی اڑاتے تھے۔

اب آیئے بذلہ سنج شخصیت علامہ حسین میر کاشمیریؒ کے قہقہہ بار لطائف کی جانب۔ معروف کالم نگار عطاء الحق قاسمی نے ایک دفعہ روزنامہ ''جنگ'' لاہور میں یہ دلچسپ واقعہ لکھا:

جنازگاہ امرتسر میں علامہ حسین میر کاشمیریؒ نے (جو نہایت خوشگوار شخصیت کے مالک تھے) فرنگی حکومت کے خلاف تقریر کی' سی آئی ڈی والوں نے ان سے نام دریافت کیا تو علامہ صاحب نے مولانا بہاؤ الحق قاسمی کا

نام بتا دیا۔ سی آئی ڈی رپورٹ کے مطابق ابا جی (مولانا بہاؤالحق قاسمی) کے خلاف مقدمہ چلا' مقدمہ کا آغاز ہوا تو ابا جی نے علامہ صاحب سے کہا کہ آپ عدالت میں بیان دے دیں یہ تقریر'' بہاؤالحق قاسمی نے نہیں بلکہ میں نے کی تھی اور حقیقت بھی یہی تھی۔'' اس پر علامہ حسین میر نے ایک قہقہہ لگایا اور بولے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ غلطی سے کسی دوسرے کو سولی چڑھا دیا گیا تھا لہٰذا آپ بھی اللہ کا نام لے کر سولی چڑھ جائیں۔ ابا جی کو اس مقدمہ میں تین ماہ قید کی سزا دی گئی تھی۔ جب ابا جی جیل سے رہا ہو کر آئے تو علامہ حسین میر نے ایک اور جلسے میں ابا جی کی تعریف کرتے ہوئے انگریزی حکومت کا تمسخر اڑایا اور کہا کہ اس کے اہل کاران میرے اور مولانا بہاؤالحق قاسمی میں تمیز ہی نہ کر سکے تھے۔

علامہ حسین میر کی گھنی داڑھی مشہور علی گڑھ کالج کے بانی سرسید کی طرح تھی' علامہ صاحب کہا کرتے تھے کہ سرسید نے تو داڑھی اپنی گردن کی گلٹی کو چھپانے کے لیے رکھی تھی مگر میں نے سنت رسول ﷺ سمجھ کر رکھی ہے۔ لاہور کی مسجد مبارک اہل حدیث اسلامیہ کالج میں مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی خطبۂ جمعہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ ایک جمعہ کو وہ تشریف نہ لائے تو منتظمین نے مولانا محمد حنیف ندوی کو خطبہ دینے کے لیے عرض کیا۔ چنانچہ وہ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک بزرگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ مولانا! آپ کی داڑھی کٹی ہوئی ہے اور یہ اہل حدیث کا منبر ہے۔ مولانا نے کوئی توجہ نہ فرمائی اور وہ دوبارہ کھڑے ہو گئے کہ دیکھیے مولانا! آپ کی داڑھی چھوٹی اور کٹی ہوئی ہے۔ اس پر علامہ حسین میر' مولانا ندوی کے برابر آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ صاحب! آپ خطبہ مولانا کا سنتے جائیں اور داڑھی میری دیکھتے جائیں۔

علامہ حسین میر کی گھنی داڑھی مشہور علی گڑھ کالج کے بانی سرسید کی طرح تھی' علامہ صاحب کہا کرتے تھے کہ سرسید نے تو داڑھی اپنی گردن کی گلٹی کو چھپانے کے لیے رکھی تھی مگر میں نے سنت رسول ﷺ سمجھ کر رکھی ہے۔

فرنگی سامراج کے خلاف تحریک عدم تعاون کے سلسلے میں ایک مرتبہ علامہ حسین میر کاشمیری گرفتار ہو کر کیمبل پور جیل بھیج دیے گئے۔ جماعتی دوستوں میں سے خصوصاً چوہدری افضل حق صدر مجلس احرار نے مرکزی دفتر لاہور میں چند احباب کا اجلاس طلب کیا جس میں طے پایا کہ علامہ صاحب چونکہ پہلی مرتبہ جیل گئے ہیں لہٰذا ان کی حوصلہ افزائی کے لیے کچھ امداد دی جانی چاہیے اور ان سے ملاقات بھی ہونا چاہیے۔ ملاقات کے لیے جانیوالے وفد کا ابھی تعین کیا جا رہا تھا کہ یکا یک کمرے کا دروازہ خوب زور سے کسی نے کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ شرکائے اجلاس سمجھے کہ شاید پولیس نے چھاپہ مارا ہے' چوہدری صاحب نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ''علامہ حسین میر'' کندھوں پر بستر اٹھائے کھڑے ہیں۔ چوہدری صاحب نے علامہ صاحب کو دیکھتے ہی حیرت سے پوچھا علامہ صاحب! آپ کیسے آ گئے؟ ٹھہرو' چوہدری صاحب! ابھی بتاتا ہوں اور اپنا بستر شرکائے اجلاس کے عین وسط میں پٹخ دیا اور کہنے لگے شاہ جی! (سید عطاء اللہ شاہ بخاری) ہم نے انگریز کے خلاف عدم تعاون کی تحریک شروع کر رکھی ہے اس لیے میں تو انگریز اور اس کی جیل پر لعنت بھیج کر آ گیا ہوں۔

شاہ جی نے پوچھا کہ لعنت کا کیا مطلب؟ جھٹ بولے لعنت یعنی چار حروف لکھ کر دے آیا ہوں' ہمارا مقصد

انگریز سے عدم تعاون ہے نا! میں نے یہی مناسب سمجھا کہ ان ظالموں کے خلاف جیل میں بھی عدم تعاون ہونا چاہیے۔ چنانچہ لکھ کر معافی نامہ دے آیا ہوں ''لعنت بر پدر فرنگ''۔

علامہ صاحب کی اس نرالی منطق اور عدم تعاون میں ان کی مستقل مزاجی کی بات سن کر محفل زعفران زار بن گئی۔ علامہ صاحب مزاحیہ اشعار بھی کہتے تھے' ان کا ایک کلام ملاحظہ فرمائیے' جبکہ وہ خوش خوراک بھی تھے۔

تمہی سے اے شکم درو جہان کا ثبات ہے
بٹیر کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے
کٹی جو چند گردنیں' بٹی جو چند بوٹیاں
اسی سے ہم ہیں سربلند' یہ قوم کی زکات ہے
پلاؤ بھری تھالیوں کو خوب ہم نے چٹ کیا
یہ شوربے کی دیگ ہے توا اور پرات ہے

ایک مرتبہ جیل خانے کی مناسبت سے علامہ حسین میر نے یہ رباعی ساتھیوں کو سنائی۔

زندگی زندانیوں کے دم سے ہے
لیڈری۔ بے ایمانیوں کے دم سے ہے
لیگ آغا خانیوں کے دم سے ہے
چائے باقر خانیوں کے دم سے ہے

علامہ صاحب نے ایک اور نکتہ خیز لطیفہ سنایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس چند فرشتے بیٹے کی خوشخبری دینے آئے۔ تھے تو مہمانوں سے یہ نہیں پوچھا تھا کہ کھاؤ پیو گے؟ بلکہ انہیں بٹھا کر اندر گئے اور ﴿أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ﴾ پھر بچھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے کر آئے۔ مہمانوں سے کہا کھائیے بھائی۔ انہوں نے کہا' ہم تو فرشتے' ہیں صرف خوشخبری کی خاطر آئے تھے۔ علامہ صاحب نے کہا کہ اس سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ علم غیب اللہ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ورنہ ایک نبی کے ہاتھوں بچھڑا ذبح نہ ہوتا۔ دوسرا یہ کہ مہمان جب آئے تو اس سے دریافت نہیں کرنا چاہیے کہ کیا کھاؤ پیو گے؟ بلکہ گوشت کے کباب تیار کر کے اس کے سامنے رکھنے کی سنت ابراہیمی پر عمل کرنا چاہیے اور کباب کے علاوہ چیزیں مہمانوں کے آگے رکھنا اور شوربا دار گوشت کا سالن بنانا سراسر بدعت ہے' یہ سن کر محفل بہار آفریں اور زعفران زار بن گئی۔

غرضیکہ علامہ حسینؒ میر اپنے ادبی چٹکلوں اور لطیفوں سے محفل خوب سجایا کرتے تھے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی مرحوم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت کے سربراہ مولانا عبدالقادر رائے پوری پنجاب مسلم لیگ کے صدر اور وزیر زراعت پنجاب صفی عبدالحمید کی کوٹھی وارث روڈ لاہور میں اپنے مریدوں کے ساتھ قیام پذیر تھے۔ بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ مولانا سید محمد داؤد غزنوی کے حکم پر میں اور مولانا علیہ الرحمہ ان کی ملاقات کے لیے کوٹھی پر نماز فجر سے ذرا پہلے پہنچے۔ ہم نے نماز فجر وہاں باجماعت ادا کی جس میں حضرت رائے پوری بھی شریک تھے۔ امام صاحب نے پہلی رکعت میں سورۂ عصر اور دوسری رکعت میں سورۂ کوثر پڑھی' اسی طرح تسبیحات بھی تین تین مرتبہ بصد مشکل پڑھی جانے پر نماز سے فارغ ہو گئے۔ علامہ حسین میر بھی ہمارے ساتھ تھے۔ نماز کے بعد

باقی صفحہ 13 پر



ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنے مختلف ادوار میں بڑے جلیل القدر علمائے ذی وقار مصنف' معلم' مدرس' متکلم' خطیب ومقرر' عربی' فارسی اور اردو کے بلند پایہ ادیب وماہر لغت اور دانشور' صحافی' مؤرخ اور سیرت نگار پیدا کیے۔ جنہوں نے علوم اسلامیہ کے مختلف گوشوں میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ ندوۃ العلماء کے فارغ التحصیل علمائے کرام میں سے بعض حضرات نے برصغیر کی تحریک آزادی میں جو کارنامے انجام دیئے انہیں برصغیر کی تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

علمائے ندوہ میں علامہ سید سلیمان ندوی' مولانا عبدالسلام ندوی' مولانا عبدالسلام قدوائی' مولانا مسعود عالم ندوی' مولانا محمد حنیف ندوی' مولانا رشید اختر ندوی' مولانا ہدایت اللہ ندوی' مولانا مختار احمد ندوی' مولانا عبدالقادر ندوی ؒ اور دیگر کئی فاضل علمائے ندوہ نے جو علمی' دینی' تحقیقی' تصنیفی' ادبی' تاریخی اور سیاسی خدمات انجام دیں ان کا تذکرہ تا قیامت تاریخ کے صفحات میں محفوظ رہے گا۔ ان شاء اللہ العزیز!

مولانا عبدالقادر ندوی رحمہ اللہ کا تعلق ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کے متصل چک اوڈانوالہ سے تھا۔ زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ دینی تعلیم اپنے گاؤں کے مدرسہ تعلیم الاسلام (جسے صوفی محمد عبداللہ وزیر آبادیؒ جو شاہ اسماعیل شہید دہلوی کی جماعت مجاہدین کی الباقیات الصالحات سے تھے نے قائم کیا تھا) سے حاصل کی۔ بعد میں یہ مدرسہ ماموں کانجن منتقل ہوگیا۔ آج بھی یہ مدرسہ جامعہ تعلیم الاسلام کے نام سے دین اسلام کی خدمت میں مصروف عمل ہے اور چک اوڈانوالہ میں بھی دین اسلام کی خدمت انجام دے رہا ہے۔

مولانا عبدالقادر ندوی رحمہ اللہ مدرسہ تعلیم الاسلام کے متعدد اساتذہ کرام سے مختلف علوم وفنون میں تحصیل کی فراغت کے بعد شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کے مشورہ اور سفارش سے دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل ہوئے اور علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد فراغت پائی۔ ندوۃ العلماء میں اس دور کے نامور علماء واساتذہ سے استفادہ کیا' ان کے اساتذہ میں مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ بھی شامل ہیں جن سے آپ نے علم تفسیر کے اسباق پڑھے۔

مولانا عبدالقادر ندوی رحمہ اللہ ندوۃ سے فراغت کے بعد واپس اپنے وطن تشریف لائے اور وطن واپس آکر صوفی محمد عبداللہ کی وساطت سے مدرسہ تعلیم الاسلام کے معاون مقرر ہوئے اور اس مدرسہ کی تعمیر وترقی میں آپ نے دن رات محنت کر کے اسے بلندی کے مقام تک پہنچایا۔ مولانا عبدالقادر ندوی کو جمع کتب کا بہت زیادہ شوق تھا' مطالعہ کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے کتب خانہ میں کتابوں کی تعداد بڑھانے میں ان کی سعی وکوشش قابل ستائش ہے۔ ہر سال ہزاروں روپے کی خطیر رقم خرچ کر کے نئی کتابیں خرید کرتے تھے۔

مولانا عبدالقادر ندوی رحمہ اللہ جب بھی کسی اسلامی ملک کے دورے پر تشریف لے جاتے تو واپسی پر سینکڑوں کتابیں جامعہ تعلیم الاسلام کے لیے اپنے ہمراہ لاتے تھے۔ اس وقت جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کا کتب خانہ پاکستان میں ایک مثالی کتب خانہ ہے جس میں مختلف علوم کی بے شمار کتب (عربی' فارسی' اردو' انگریزی) زبانوں میں محفوظ ہیں۔ امیر المجاہدین صوفی محمد عبداللہ وزیر آبادی رحمہ اللہ جو جامعہ تعلیم الاسلام کے مہتمم تھے اپریل ۱۹۷۵ء میں انتقال کر گئے۔ ان کے بعد مولانا عبدالقادر ندوی نے جامعہ تعلیم الاسلام کی ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا تا آنکہ ایک وقت آیا کہ آپ جامعہ کے منصب اعلیٰ (مہتمم) پر فائز ہوئے۔

اخلاق وعادات اور شمائل وخصائل کے اعتبار سے مولانا عبدالقادر ندوی رحمہ اللہ کا شمار جید علمائے کرام کے زمرے میں ہوتا ہے۔ علم وفضل کے اعتبار سے آپ جامع الکمالات تھے۔ تمام علوم اسلامیہ پر وسیع نظر تھی' ٹھوس اور قیمتی مطالعہ ان کا سرمایہ تھا۔ تاریخ پر گہری نظر تھی۔

عادات واخلاق میں خوش اخلاق' خوش اطوار' خوش خصال' خوش کردار اور خوش افعال تھے۔ بہت زیادہ مہمان نواز' فیاض' وضعدار' روادار' زہد وورع' تقویٰ وطہارت' اخلاص' وفادار' ایثار' قربانی' ہمدردی' مروت' اخوت' ذکاوت' عدالت' ثقاہت' شجاعت' بسالت' ملنساری اور دوسروں سے ملنے میں اعلیٰ اخلاق کے حامل تھے۔ بقول مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کہ وہ ندوی کم تھے اور عبدالقادر زیادہ۔ جامعہ تعلیم الاسلام کے بلا تنخواہ مہتمم تھے۔ تادم واپسیں جامعہ کی ترقی میں کوشاں رہے۔ ایک روپیہ بھی بطور تنخواہ وصول نہیں کیا بلکہ ہزاروں روپے اپنی گرہ سے ہر ماہ جامعہ سے تعاون کرتے تھے۔

بقول مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ کہ وہ ندوی کم تھے اور عبدالقادر زیادہ۔ جامعہ تعلیم الاسلام کے بلا تنخواہ مہتمم تھے۔ تادم واپسیں جامعہ کی ترقی میں کوشاں رہے۔ ایک روپیہ بھی بطور تنخواہ وصول نہیں کیا بلکہ ہزاروں روپے اپنی گرہ سے ہر ماہ جامعہ سے تعاون کرتے تھے۔

مولانا عبدالقادر ندوی نے ۸ مارچ ۲۰۱۱ء کو فیصل آباد میں وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

عجب آزاد مرد تھا' حق مغفرت فرمائے!



مبارکباد

⊙ ہم مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کی روشن ضمیر قیادت جناب علامہ پروفیسر ساجد میر امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور ڈاکٹر حافظ عبدالکریم ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کو مرکز 106 راوی روڈ لاہور میں امام حرم کے اعزاز میں شاندار علماء کنونشن اور اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کی بیدار مغز قیادت جناب حافظ فیصل افضل شیخ صدر اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان اور پروفیسر حافظ محمد عامر صدیقی جنرل سیکرٹری اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کو ایوان اقبال لاہور میں اہل حدیث یوتھ کنونشن کی شاندار کامیابی پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

منجانب: اہل حدیث یوتھ فورس ضلع ساہیوال

اجلاس کابینہ وعاملہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب

مورخہ 23 اپریل 2017ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کی کابینہ و عاملہ کا مشترکہ اجلاس امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبد الستار حامد کی زیر صدارت مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ میں منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ ناظم پنجاب مولانا میاں محمود عباس نے کلمات استقبال کہتے ہوئے شرکائے اجلاس کا شکریہ ادا کیا، اجلاس کا ایجنڈا پڑھ کر سنایا اور کاروائی کو آگے بڑھایا۔ سابقہ اجلاس کی کاروائی راقم الحروف نے ہاؤس کو پڑھ کر سنائی، جس کی ہاؤس نے تائید فرمائی اور امیر پنجاب نے اس کی توثیق کر دی۔

اجلاس کے ایجنڈا کی دوسری شق تھی ''ساتویں ڈویژنل بیداری ملت اہل حدیث کانفرنس کی تاریخ اور مقام کا تعین''۔ اس سلسلے میں شرکائے اجلاس نے اس پر اپنی اپنی رائے دی اور بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ 4 نومبر 2017ء کو یہ کانفرنس ڈیرہ غازی خان میں منعقد ہوگی اور اس کے بعد آٹھویں کانفرنس ان شاء اللہ لاہور میں منعقد ہوگی۔

ایجنڈے کی تیسری شق تھی ''صوبائی شعبہ جات کو مزید فعال بنانے کا طریقہ کار''۔ اس سلسلے میں ناظم پنجاب نے شعبہ جات کی ذمہ داریاں اور اہمیت کے حوالے سے گفتگو فرمائی اور پھر ''شعبہ تبلیغ'' کے ناظم مفتی کفایت اللہ شاکر نے ہاؤس کو بتایا کہ الحمد للہ شعبہ تبلیغ انتہائی مؤثر اور مربوط انداز میں کام کر رہا ہے، مختلف شہروں اور ضلعی صدر مقامات پر پنجاب کی طرف سے تبلیغی پروگرامز منعقد کئے جا رہے ہیں، مبلغین عظام سے بھی رابطے میں ہیں۔ امیر پنجاب نے فرمایا کہ ہمیں مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب کے زیر اہتمام ضلعی و شہری مقامات پر تبلیغی پروگرامز کے انعقاد کرنے اور پھر اس کی رپورٹ مرکزی دفتر میں جمع کروانی چاہئے''۔ جس کی تمام ہاؤس نے تائید فرمائی۔ نیز شرکاء کی آراء کی روشنی میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ 14 مئی کو مبلغین کا اجلاس مرکز اہل حدیث میں بلایا جائیگا۔

راقم الحروف نے بحیثیت ناظم نشر واشاعت اپنے شعبہ کی کارکردگی بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ ''الحمد للہ! جب سے قائدین نے اس منصب کے لئے اعتماد کا اظہار کیا ہے تب سے اب تک ہماری کارکردگی سے ہر رکن کابینہ و عاملہ آگاہ ہے۔ کسی بھی قومی یا ملی ایشو پر جماعتی پالیسی کو بر وقت احباب جماعت تک پہنچانا، اخبارات اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے جماعتی پالیسی سے عوام الناس کو آگاہ کرنا اور موبائل میسجز یا واٹس ایپ جیسی سہولیات سے استفادہ کرکے قائدین کے ہدایات کو اراکین کابینہ و عاملہ تک پہنچانے میں بحمد اللہ کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی گئی''۔ جلد ہی صوبہ بھر کے ضلعی وشہری ناظمین نشر واشاعت کا اجلاس بلایا جائے گا۔ ناظم پنجاب اور دیگر شرکائے اجلاس نے اس کارکردگی کو سراہا۔

اجلاس کے ایجنڈے کی چوتھی شق ''تنظیمی وتبلیغی امور'' پر سیر حاصل بحث ہوئی اور شرکاء نے اپنی اپنی آراء وتجاویز پیش کیں۔

ایجنڈے کی پانچویں شق ''اضلاع کی سطح پر تنظیمی دوروں کا شیڈول'' کے مطابق رمضان سے پہلے شرکائے اجلاس کی رائے کے مطابق راولپنڈی، لیہ، پاکپتن، ٹوبہ ٹیک سنگھ، مظفر گڑھ اور ضلع نارووال کے تنظیمی دوروں کا شیڈول ترتیب دیا گیا، جن کی تواریخ کی ترتیب قائدین پنجاب اپنی مصروفیات کے اعتبار سے دیں گے اور مقامی ضلعی عہدے داران کو اس سے مطلع کر دیا جائے گا۔

ایجنڈے کی چھٹی شق ''دینی مدارس میں طلبہ کنونشنز کے انعقاد پر غور'' کے حوالے سے صوبائی قائدین کو اختیار دیا گیا کہ وہ اس مؤثر سلسلے کو جاری رکھیں اور طلبہ کنونشنز کے انعقاد کیلئے تواریخ کا تعین کر کے متعلقہ اداروں کے ذمہ داران سے حسب روایت مل لیں۔

ایجنڈے کی آخری شق ''مالیاتی امور'' کے حوالے سے ناظم مالیات الشیخ مبشر احمد مدنی حفظہ اللہ نے مالیاتی رپورٹ پیش کی اور اراکین کابینہ و عاملہ سے درخواست کی کہ وہ جماعتی منصوبہ جات کی تکمیل اور کانفرنس، کنونشنز اور دیگر کاموں کیلئے جماعت کے معاون بنیں۔

اجلاس کے دوران ہی مہمان خصوصی امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ تشریف لائے، امیر پنجاب نے انہیں اجلاس کی کاروائی کے حوالے سے مختصر بریفنگ دی اور ان کا شکریہ ادا کیا اور انہیں خطاب کی دعوت دی۔ امیر محترم نے اراکین کابینہ و عاملہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ دیگر صوبائی تنظیموں کے کسی بھی کام کی تنقیص کئے بغیر مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ مرکزی جمعیت اہل حدیث پنجاب سب سے متحرک اور فعال تنظیم ہے، آج کے اجلاس میں آپ کے کئے ہوئے فیصلے دیکھ کر بھی میرا حوصلہ دو چند ہوا ہے کہ آپ مرکز کی سفارت کاری کا فریضہ خوب انجام دے رہے ہیں، میں آپ سب کو بالعموم اور امیر پنجاب پروفیسر حافظ عبد الستار حامد، ناظم پنجاب مولانا میاں محمود عباس، ناظم مالیات مولانا مبشر احمد مدنی اور خصوصاً سرپرست پنجاب مولانا محمد نعیم بٹ کو مبارک باد دیتا ہوں اور آپ کے لئے دعا گو ہوں۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث جن دو بڑے مقاصد کیلئے قائم کی گئی اور اس سے پہلے متحدہ ہندوستان میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے نام سے جو تنظیم بنائی گئی اس کا مقصد بھی وہی تھا کہ اعلائے کلمۃ اللہ کی جدوجہد کو منظم اور مربوط کیا جائے۔ قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کی تنظیم نو کے دو بنیادی اور بڑے مقاصد تھے، ایک اعلائے کلمۃ اللہ اور دوسرا دین کی اشاعت۔ ہم سمجھتے ہیں کہ دین اصل وہی ہے جو اللہ کے رسول ﷺ پر نازل ہوا، جناب جبریل لیکر آئے اور آپ نے اپنے اصحاب کو دیا اور ان سے درجہ بدرجہ ہم تک پہنچا۔ اور ہم اسی دین کے وارث ہیں۔ اللہ کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے نہ صرف ہمیں اس دین کی پہچان عطا فرمائی بلکہ ہمیں اس کا نگہبان بننے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اہل حدیث اور دین کی اشاعت ایک ہی مشن ہے۔ امیر محترم نے انتہائی فکر انگیز گفتگو میں مسلک اہل حدیث کی حقانیت اور اہلحدیث کی ذمہ داریاں۔ پاکستان اور عالم اسلام کو درپیش چیلنجز۔ اسلام کی شناخت کے حوالے سے کفار کی سازشوں کیخلاف عوامی بیداری کیلئے علماء کی ذمہ داریاں بھی بیان فرمائیں۔ امیر محترم نے فرمایا کہ ''انتہائی فکر انگیز صورتحال ہے کہ پہلے توہین رسالت کے واقعات کی خبریں بیرون ممالک سے آتی تھیں اب یہ سلسلہ خود اسلامی ممالک بلکہ پاکستان کے اندر بھی شروع ہو گیا ہے۔ ایک طبقہ وساوس کا شکار ہو کر دوسروں کو بھی اسی مرض تشکیک میں مبتلا کر رہا ہے، ہمیں ان تمام حالات کا مدنظر رکھنا ہے اور اپنی تنظیم کے بنیادی مقاصد کو کبھی فراموش نہیں کرنا، کیونکہ دفاع اسلام کی سب سے زیادہ ذمہ داری ہم اہل حدیث کے کندھے پر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی جہود طیبہ قبول فرمائے''۔

آخر میں امیر پنجاب حافظ عبد الستار حامد نے ایک بار پھر شرکائے اجلاس کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ آپ احباب کا تعاون ہی ہمارا سرمایہ ہے، ہم اپنے منصوبوں میں اللہ کے فضل کے بعد آپ ہی کے تعاون سے کامیاب ہو سکتے ہیں۔

سرپرست پنجاب مولانا محمد نعیم بٹ صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آپ سب کی عقل و دانش سے ہم لاعلم نہیں ہیں، ہم بھی جانتے ہیں اور آپ بھی آگاہ ہیں کہ کوئی بھی کام بغیر پیسے کے نہیں ہوتا، آپ کا مالی تعاون اور تنظیم کیلئے آپ کی جدو جہد ہر دم ہمارے ملحوظ خاطر ہے۔ اپنی تنظیم کو بھی مضبوط کریں اور خود کو بھی۔

رپورٹ: محمد ابرار ظہیر (صوبائی سیکرٹری اطلاعات)

منزل کی تمنا ہے تو کر جہدِ مسلسل ...... خیرات میں جُبّہ و دستار نہیں ملتے

سینئر نائب ناظم اعلیٰ مولانا محمد نعیم بٹ' میانوالی میں

وطن عزیز کے دیگر اضلاع کی طرح اجلاس بسلسلہ جہد مسلسل ضلع میانوالی کے حصہ میں ۲۹ اپریل بدھ کا دن آیا۔ جامعہ احمد بن حنبل میں ضلعی جماعت مرکزی وفد کی منتظر تھی کہ وفد قبل ظہر ادارہ ہذا میں پہنچ گیا اور نماز ظہر کی امامت مولانا حافظ محمد یونس آزاد نے کروائی۔ نماز ظہر کے فوراً بعد اجلاس کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے کیا گیا۔ تعارفی نشست کے بعد امیر ضلع محترم مولانا شفیع اللہ سلفی نے مقامی حالات پر گفتگو فرمائی اور درپیش مسائل بیان کیے۔ ان کے ساتھ ناظم ضلع پروفیسر محمد خالد نے ضلعی جماعت کی مجبوریوں اور رکاوٹوں کا اظہار کیا اور ان کے تدارک کے لیے کی گئی اپنی تمام تر کوششوں سے بھی آگاہ کیا جس پر سینئر نائب ناظم اعلیٰ مرکزیہ نے ان کی محنت وکاوش کو سراہا' مزید جہد مسلسل کا درس دیا اور کہا کہ مرکز کا تعاون اور ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں' آپ اپنی ذمہ داریاں بطریق احسن نبھاتے رہیں۔ مرکز اپنے فرائض میں بالکل کوتاہی نہیں کرے گا تاکہ اس ضلع میں بھی جماعت ترقی کی منازل طے کرے۔ مولانا محمد نعیم بٹ نے کہا کہ میرا نزدیک ودور ہر شہر میں حاضری کا مقصد ہی یہی ہے کہ کھل کر تفصیل سے معاملات پر تبصرہ کرسکیں۔ ترقی واستحکام کی تجاویز پر غور کر کے آئندہ کا لائحہ عمل تیار کریں۔ اس پر مکمل اتفاق واتحاد سے جہد مسلسل کا نسخہ اپنائیں۔ انہوں نے کہا کہ سمجھانے والے نے کتنے اچھے انداز میں سمجھایا ہے کہ

اولوالعزمان دانشمند جب کرنے پہ آتے ہیں
سمندروں کو چیرتے ہیں' کوہ سے دریا بہاتے ہیں

ایسے ہی ہمیں اپنی مرکزی قیادت پر پورا یقین واعتماد رکھتے ہوئے میدان عمل میں کمر بستہ رہنا چاہیے۔ حافظ محمد یونس آزاد نائب ناظم مرکزیہ نے کہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سچا ستھرا مسلک عطا فرمایا ہے اور باکردار قیادت نصیب فرمائی ہے۔ آپ پوری دلیری اور جرأت سے کتاب وسنت کی آبیاری میں مصروف رہیں' وہ دن دور نہیں جب آپ اپنی محنت وکوشش کے ثمرات اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔

حافظ آزاد صاحب نے اپیل کی کہ ہم سب ذاتی مفاد پر جماعتی مفاد کو ترجیح دیں اسی میں بہتری ہے۔ اجلاس میں امیر ضلع مولانا شفیع اللہ سلفی' ناظم ضلع پروفیسر محمد خالد' سابق امیر میاں محمد اکرم' ناظم تبلیغ قاری عنایت اللہ' امیر تحصیل میانوالی محمد شیر خان' ناظم تعمیرات ملک محمد انور' خطیب مسجد مکی شہباز خیل' مولانا محمد ایوب' خطیب مسجد سکندر آباد' قاری عبدالقدوس' عبدالغفار خطیب مسجد شہید آباد' مولانا محمد ندیم متولی مسجد انبار خیل' عبدالرزاق متولی مسجد پائی خیل' عبدالحی' چکڑالہ سے قاری محمد سلیم' جامع مسجد عثمان بن عفان شہباز خیل' محمد بلال اور دیگر ذمہ داران موجود تھے۔

اسلام امن وسلامتی کا دین ہے۔ علماء اہلحدیث

⊙ بریڈفورڈ (پ۔ر) مرکزی جمعیت اہل حدیث برطانیہ سے وابستہ تمام علماء نے لندن میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعہ کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ یہ فرد واحد کی خباثت ہے' مسلم کمیونٹی اسے ذہنی خرابی قرار دیتی ہے، اور اسے قابل مذمت جانتی ہے، اسلام کا مطلب ہی امن وسلامتی ہے۔ دنیا میں امن وامان قائم کرنے کیلئے اسلام سے بڑھ کر کوئی کامیاب تحریک نہیں۔ علماء نے کہا کہ برطانیہ ہمارا ملک ہے، یہاں کسی قسم کی دہشت گردی گوارا نہیں کی جاسکتی' اس ملک کے امن وامان کا تحفظ ہماری دینی، اخلاق ومعاشرتی ذمہ داری ہے۔ علماء نے کہا کہ دہشت گردی کا آغاز بڑی طاقتوں نے اپنے اپنے مفادات کی وجہ سے کیا جس سے انتہا پسندی نے جنم لیا اس میں کسی مسلمان ملک کا کوئی قصور نہیں' اگر یہ بڑی طاقتیں مسلمانوں کو بدنام کرنے اور اسلام کو پھیلنے سے روکنے کیلئے اس قسم کی حرکات سے باز نہ آئیں تو دنیا میں کبھی امن قائم نہیں ہوگا۔ اس لیے ان بڑی طاقتوں کو مثبت سوچ اپنا کر امن کا پیغام دنیا میں پھیلانا چاہیے۔ اسلام کے پھیلنے سے نہ ڈریں بلکہ حقیقت کو تسلیم کریں' دنیا میں سب سے امن پسند قوم مسلمان ہیں، اسلام، مسلمان، جہاد ومجاہدین، قرآن وحدیث کی غلط تعبیر وتشریح انصاف نہیں۔ علماء نے کہا کہ طاقت وتشدد کے استعمال سے دہشت گردی کا مسئلہ حل نہیں ہوگا اس کیلئے افہام وتفہیم اور خلوص ضروری ہے۔ برطانیہ ہو یا یورپ، مشرق وسطی ہو یا ایشیاء ہر جگہ امن وسکون کی ضرورت ہے جس کیلئے مذہب کی سطح سے بلند ہوکر انسان کی بنیادی ضرورتیں فراہم کرنا ہوں گی۔ علماء اہل حدیث نے کہا کہ جب بھی دہشت گردی کی کوئی واردات ہوتی ہے اسے اسلام اور مسلمانوں کی طرف منسوب کردیا جاتا ہے جو بے انصافی ہے، جس دین کا نام ہی امن وسلامتی ہو، جن کی ملاقات کا پہلا پیغام ہی سلامتی ہو، اس سے وابستہ لوگ دہشت گرد کیسے ہوسکتے ہیں؟۔ باقی اسباب وعلل ساری دنیا جانتی ہے، اس قسم کی اوچھی حرکت سے نہ صرف مسلمان بدنام ہوتے ہیں بلکہ زندگی مزید مشکل ہوجاتی ہے۔ اس لیے دہشت گردی کی کوئی کارروائی خاص طور پر اہل اسلام کے مفاد میں ہرگز نہیں۔ ہٹلر ومسولینی مسلمان نہیں تھے ان کی پھیلائی ہوئی دہشت گردی آج بھی اذیت ناک محسوس ہوتی ہے لیکن اسے کسی مذہب کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا کیونکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ کوئی مذہب دہشت گردی کی حمایت نہیں کرسکتا۔ بیان کے آخر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث سے وابستہ تمام علماء جن میں امیر مولانا عبدالہادی العمری، ناظم اعلیٰ حافظ حبیب الرحمٰن، ڈاکٹر صہیب حسن، حافظ عبدالاعلیٰ درانی بریڈفورڈ، مولانا محمد شعیب میرپوری بانبری، مولانا منیر قاسم بریڈفورڈ، مولانا حمودالرحمٰن شرقپوری، ڈاکٹر عثمانی، مولانا حفیظ اللہ خان برمنگھم، مولانا شفیق الرحمٰن شاہین اولڈہم، حافظ زبیر احمد روچڈیل، پروفیسر مطیع الرحمٰن شفیلڈ، مولانا فضل الرحمٰن نیلسن، مولانا آصف احسان، مولانا شریف اللہ شاہد بریڈفورڈ، مولانا محمد ابراہیم میرپوری برمنگھم، قاری ذکاء اللہ سلیم برمنگھم، مولانا عبدالستار عاصم ویکفیلڈ، مولانا حافظ خلیق احمد بریڈفورڈ، مولانا زکریا سعود ہڈرسفیلڈ، مولانا واجد مالک ڈنڈبرا، مولانا عبدالحمید کینٹ، حافظ عبدالرحیم، حافظ محمد ارشد بریڈفورڈ، مولانا شیر خان جمیل احمد عمری برمنگھم، حافظ عبدالباسط نیوکاسل، مولانا محمود الحسن یزدانی ہیلی فیکس، مولانا خلیل احمد راچڈیل، قاری عزیز احمد سکنتھورپ نمایاں ہیں۔ انہوں نے لندن میں ہونے والی حالیہ دہشت گردی کے تمام متاثرین کے ساتھ اظہار ہمدردی ویکجہتی کیا اور دعا کی کہ اس قسم کے واقعات سے حق تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے۔

تربیتی نشست گوجرہ

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل گوجرہ کے زیر اہتمام مارچ میں جامع مسجد قباء اہل حدیث کالج روڈ گوجرہ میں ایک تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں ڈاکٹر پروفیسر عتیق الرحمٰن مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد نے خطاب کیا جبکہ دوسری نشست جامع مسجد سلیمانی اہل حدیث ومدرسہ عمر بن خطاب بیس لائن سلطان پورہ گوجرہ میں منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا حافظ محمد شریف صاحب مدیر مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد اور مولانا پروفیسر نجیب اللہ طارق صاحب مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد نے خطاب کیا۔ تربیتی نشست کے اختتام پر سوال وجواب کی نشست بھی ہوئی۔

منجانب: شعبہ نشر واشاعت تحصیل گوجرہ

سوئس بنک اکاؤنٹس اور دبئی کے محلات سینما کی کمائی سے کیسے بن سکتے ہیں

عدالت و مجوزہ جے آئی ٹی کو دباؤ میں لانے کے لیے اپوزیشن نے انتشار کی سیاست شروع کر دی۔ پروفیسر ساجد میر

⦿ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے آصف علی زرداری سے سوال کیا ہے کہ کیا 60 ملین ڈالر کے سوئس بینک اکاؤنٹس، سرے محل اور دبئی کے محلات سینما کی کمائی سے کیسے بن سکتے ہیں؟ عدالتی فیصلے کے بعد جس کے منہ میں جو آتا ہے چیخ وپکار کر رہا ہے۔ جامعہ ابراہیمیہ میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ جس وزیر اعظم کو عدالت نے اہل قرار دے دیا ہے اسے سڑکوں پر احتجاج کے ذریعے مستعفی ہونے پر مجبور کرنا کہاں کی جمہوریت اور آئین کی بالادستی ہے۔ عدالت کے فیصلے کا احترام نہ کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ آصف علی زرداری براہ راست عدلیہ کی تضحیک کے مرتکب ہوئے ہیں۔ عدالت اور جے آئی ٹی سے متعلقہ اداروں کو دباؤ میں لانے کے لیے اپوزیشن نے انتشار کی سیاست شروع کر دی۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ اب جبکہ پانامہ کیس کے منطقی انجام کیلئے سپریم کورٹ کی جانب سے واضح لائن آف ایکشن دی جا چکی ہے اس لئے فریقین کی جانب سے اس فیصلہ کو اپنی جیت یا ہار سے تعبیر نہیں کرنا چاہیے اور انصاف کے بول بالا کیلئے عدالتی احکام کی تعمیل میں جے آئی ٹی کے ساتھ مکمل تعاون کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ جس کے منہ میں جو آتا ہے بات کر دیتا ہے، چیخ و پکار سے نہیں بلکہ دلیل اور حقائق کو پیش نظر رکھ کر تجزیہ کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ پانچ سال حکومت کرنے والوں نے برطانیہ اور امریکہ میں جو جائیدادیں بنائیں عمران خان کو ان کے بارے میں بھی بلاول سے پوچھ لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ آصف علی زرداری اور بلاول بھٹو زرداری الطاف حسین کے علاوہ وہ واحد سیاسی پارٹی لیڈر ہیں جن کے اثاثہ جات آج تک ڈکلیئر نہیں ہوئے، اگر وہ اپنے اثاثہ جات کا اعلان کر دیں تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ کرپشن کے خلاف تحریک کے نام پر دراصل سیاست کھیلی جا رہی ہے۔

انتہائی ضروری اطلاع

⦿ وفاق المدارس السلفیہ کے سالانہ امتحانات 8 مئی سے شروع ہو رہے ہیں جبکہ سرکاری طور پر FA کے امتحانات بھی شروع ہو رہے ہیں۔ اگر کسی طالب علم کے امتحانی پرچے میں تعارض (Clash) ہو تو وہ وفاق المدارس السلفیہ کے سالانہ امتحان کی بجائے ضمنی امتحان میں شرکت کرے جس کی کوئی اضافی فیس وصول نہیں کی جائے گی۔ اس مقصد کے لیے ضروری ہے کہ امیدوار دفتر وفاق کو درخواست جمع کروائے۔ درخواست کے ساتھ اصل رول نمبر سلپ منسلک کرے اور دفتر وفاق سے تحریری اجازت نامہ حاصل کرے۔

پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی...... ناظم امتحانات وفاق المدارس السلفیہ پاکستان 0321-9451606

تعلیم کے فروغ میں سعودی مکتب الدعوہ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں

⦿ مرکزی جمعیت اہل حدیث اسلام آباد کے امیر حافظ مقصود احمد نے جمعیت کے وفد کے ہمراہ مکتب الدعوہ کے قائم مقام ڈائریکٹر الشیخ عبداللہ المطیری سے ملاقات کی اور پاکستان میں کتاب و سنت کی نشر و اشاعت، تعلیم کے فروغ، اعتدال، رواداری اور تمام مسالک کے ساتھ بہترین تعلقات پر مکتب الدعوہ کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔ مکتب الدعوہ کے ڈائریکٹر نے پاکستانی عوام کی حرمین شریفین سے محبت کو سراہا اور پاک سعودی تعلقات کو بہت اہم قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ سعودی حکومت اور عوام پاکستان کے ساتھ دلی محبت رکھتے ہیں۔ وفد میں پروفیسر ڈاکٹر محمد انور، صاحبزادہ ابوبکر صدیق، مولانا عبدالرؤف اور چوہدری محمد یوسف سلفی ناظم شامل تھے۔

تقریب تکمیل صحیح بخاری

⦿ مورخہ 6 مئی بروز ہفتہ بعد نماز ظہر جامع مسجد بیت المکرم اہل حدیث عیدگاہ روڈ ظفروال میں تقریب صحیح بخاری زیر سرپرستی حافظ عبدالغفار ریحان (فاضل مدینہ یونیورسٹی) منعقد ہو رہی ہے۔ مقررین، شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد عباس انجم گوندلوی، مولانا محمد عمر صدیق، مولانا عبدالمنان راسخ ہوں گے۔

منجانب: جامعہ حرمین ظفروال ضلع نارووال

امیر محترم سے ملاقات

⦿ گزشتہ روز مرکز اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور میں امیر محترم سینیٹر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ سے حافظ عبدالغفار نقیب کی قیادت میں کنجاہ ضلع گجرات سے جماعتی وفد نے ملاقات کی اور مرکزی قیادت پر اپنے بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔ وفد میں چوہدری محمد سلیم (کنجاہ) محمد جمیل محمدی (کنجاہ) اور مولانا منیب الرحمٰن راسخ خطیب کنجاہ شامل تھے۔

اظہار تشکر

⦿ اہل حدیث یوتھ فورس پاکستان کے زیر اہتمام 16 اپریل کو ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ اہل حدیث یوتھ کونشن کی فقید المثال تاریخی کامیابی پر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہیں۔ محترم المقام! آپ نے بھی اس کونشن کو کامیاب بنانے میں بھرپور کلیدی کردار ادا کیا ہے اور مع احباب شرکت فرما کر اس کونشن کو رونق بخشی اور حوصلہ افزائی کی۔ ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کے شکر گزار اور دعا گو ہیں۔ امید کرتے ہیں کہ مستقبل میں بھی آپ اسی طرح ہمارے ساتھ مل کر اہل حدیث یوتھ فورس کو مزید منظم فعال اور متحرک کرنے میں اپنا نمایاں کردار ادا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

والسلام/ حافظ عامر صدیق/ جنرل سیکرٹری AYF پاکستان

اجتماعات بسلسلہ نفاذ اسلام

⦿ مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس تحصیل گوجرہ کے زیر اہتمام مارچ اور اپریل کے مہینے میں تحصیل بھر میں مجموعی طور پر ۲۲ عظیم الشان اجتماعات بسلسلہ نفاذ اسلام "استحکام پاکستان" زیر صدارت حافظ محمد اسلم جٹ امیر تحصیل گوجرہ اور حافظ محمد عمران شاکر جنرل سیکرٹری AYF تحصیل گوجرہ منعقد ہوئے۔ جن میں مولانا قاری محمد حنیف ربانی آف کامونکی، حافظ عبدالعلیم یزدانی آف جھنگ، حافظ عبدالرزاق طاہر آف ساہیوال، مولانا محمد حنیف عاجز فیصل آباد، مولانا محمد افضل عتیق سمندری، مولانا قاری جاوید اقبال قصوری، مولانا حافظ محمد زکریا قصوری صدر جمعیۃ اساتذہ ضلع فیصل آباد و دیگر علماء کرام نے خطابات کیے۔ تمام پروگرامز بعد نماز عشاء منعقد ہوئے اور انتہائی کامیاب رہے۔

منجانب: شعبہ نشر و اشاعت تحصیل گوجرہ

ضرورت رشتہ

⦿ اہل حدیث بٹ برادری سے ایم اے اسلامیات لڑکی کے لیے رشتہ درکار ہے۔ ضرورتمند رابطہ کریں۔

رابطہ: حافظ مقبول الرحمٰن 0303-4012113

اخبار الجماعۃ

ضروری اعلان

⊙ احباب جماعت اس اعلان پر خوش ہوں گے کہ ادارہ ''اہل حدیث'' ممتاز عالم دین' سینئر نائب امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان اور خطیب مرکز اہل حدیث اسلام آباد حضرت علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ کی حیات وخدمات پر ایک خصوصی اشاعت کا اہتمام کر رہا ہے۔ اہل قلم اپنے مضامین' نظم ونثر اور ان سے وابستہ یادیں اور جماعتی واقعات بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ رابطہ:......رانا محمد شفیق خاں پسروری 0300-4655411

مولانا محمد ابراہیم میر پوری کا چارروزہ دورہ تھر

⊙ فضیلۃ الشیخ مولانا محمد ابراہیم میر پوری حفظہ اللہ علالت طبع کے باوجود طویل سفر طے کر کے ضلع تھرپارکر سندھ پہنچے جہاں قحط سالی نے مسلسل پانچ برسوں سے ڈیرہ ڈالا ہوا ہے۔ اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ یو کے ۲۰۱۱ء کے سیلاب سے تھرپارکر میں خدمت خلق میں مصروف عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ ذمہ داران کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مولانا محمد ابراہیم میر پوری اور قاری محمد اعظم عارف مرکزی جمعیت اہل حدیث تھرپارکر کے دفتر اور جامعہ دارالعلوم السلفیہ نوکوٹ تھرپارکر میں ۲۹ مارچ کی شام پہنچے اور ان کا مولانا محمد حسن سموں امیر مرکزی جمعیت تھرپارکر اور جامعہ دارالعلوم السلفیہ کے اساتذہ نے استقبال کیا۔ ۳۰ مارچ نماز فجر کے بعد قاری محمد اعظم عارف صاحب نے طلبہ جامعہ سے خطاب فرمایا۔ ناشتہ کے بعد مولانا محمد ابراہیم میر پوری اور مولانا قاری محمد اعظم عارف نے مولانا محمد حسن سموں اور مولانا محمد یعقوب کے ساتھ جامعہ کا معائنہ کیا اور اساتذہ وطلبہ سے ملاقات کی پھر نوکوٹ شہر کی قدیمی جامع محمدی مسجد اہل حدیث کا دورہ کیا اور انتظامیہ مسجد ہذا نے شیخ محترم کو مسجد کی دوسری منزل کی تعمیر کے لیے درخواست دی۔ کیونکہ کثیر جماعت کی بناء پر یہ مسجد تنگی کا شکار ہے۔ اس کے بعد شیخ محترم مٹھی شہر میں جہاں اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ یو کے کی طرف سے بنائی گئی مسجد علی المرتضیٰؓ (جو کہ حاجی اللہ دتہ جاوید اور ان کی فیملی کے تعاون سے بنائی گئی ہے بعد نماز ظہر افتتاحی پروگرام) میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو اللہ کے گھروں کو آباد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو آباد کرتے ہیں۔ پروگرام میں قاری محمد اعظم عارف' مولانا محمد حسن سموں' مولانا عبدالرزاق عابد اور مولانا عبدالرحیم ثاقب نے بھی خطاب کیا۔ اس کے بعد شیخ محترم نے مٹھی شہر میں مرکزی جمعیت اہل حدیث تھرپارکر کی طرف سے بنائی گئی دوسری مساجد کا بھی دورہ کیا۔ شہر میں زیر تعمیر دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث تھرپارکر کا بھی معائنہ کیا۔ شیخ صاحب بعد نماز عصر گاؤں موڈور میں پہنچے جہاں جماعت کے انتہائی مخلص ساتھی محمد رمضان نہڑی نے آپ کا استقبال کیا۔ شیخ محترم نے یہاں مختصر خطاب کیا اور طلبہ کرام سے ملاقات بھی کی۔ پھر رات کا قیام جامعہ دارالعلوم السلفیہ میں کیا' جمعۃ المبارک کو ایک گاؤں صندوقی جہاں پر قاری محمد اعظم عارف نے اور دوسرے گاؤں تھوہر چھو جہاں الشیخ مولانا محمد ابراہیم میر پوری نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد شیخ محترم نے ۲۰۰ غریبوں میں راشن اور نقدی رقم بھی تقسیم کی۔ نماز مغرب کے بعد گاؤں ڈینگاریو میں پروگرام کیا پھر رات گئے جامعہ میں واپس آ کر قیام کیا۔ صبح یکم اپریل وفد کو تمام اساتذہ' طلبہ اور اراکین جماعت نے الوداع کیا اور تھرپارکر سے کراچی کے لیے روانہ ہو گئے۔

ہدیہ تبریک

⊙ فضیلۃ الشیخ علامہ پروفیسر حافظ ساجد میر صاحب حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔....الحمد للہ' دس اپریل 2017ء علماء کنونشن بسلسلہ آمد امام کعبہ شرکت کی لیکن ہال کے آخر میں بیٹھا تھا جس کی وجہ سے آپ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ جب آپ امام کعبہ کے ساتھ ہال میں تشریف لائے' جماعت کی عزت وتوقیر دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ لب پر دعا تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید عزت وشرف عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

پھر مجھے اپنے والد محترم شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ کی بات یاد آئی' وہ کہا کرتے تھے کہ علامہ صاحب کی شہادت کے بعد جماعت کے جملہ معاملات اللہ کے فضل وکرم سے اور آپ کی فہم وبصیرت سے حل ہو گئے اور وہ خاص فضل وکرم اس دن میں نے بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر قسم کے شر' حاسدوں کے حسد سے' نظر بد سے اور ہر قسم کی بیماری سے محفوظ فرمائے اور آپ کا سایہ شفقت ہمارے اوپر اور جماعت پر تادیر قائم رکھے۔ آمین میری ادبا گذارش ہے کہ آپ ہماری اور جماعت کی سرپرستی کرتے رہیں کیونکہ ہمیں اور جماعت کو آپ کی بہت ضرورت ہے۔ آپ ہماری جماعت کی پہچان ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت' نعمت اور ایمان والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

العبد/ آپ کا بھتیجا/ حافظ عبیدالرحمٰن اعظم (ایم اے ایم ایڈ)
ولد شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم رحمہ اللہ
خادم مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

اسلامی مرکز کا سنگ بنیاد

⊙ مرکزی جمعیت و اہل حدیث یوتھ فورس راوی ٹاؤن کے زیر اہتمام سرزمین بھلے بانیوال رچنا ٹاؤن شاہدرہ میں مورخہ 16 اپریل 2017ء بروز اتوار بوقت 4 بجے سہ پہر مرکز توحید وسنت جامع مسجد حسین بن علیؓ اور جامعہ عمر بن الخطابؓ کے سنگ بنیاد کی پر رونق تقریب منعقد ہوئی۔ مرکز ہذا کا سنگ بنیاد مولانا حافظ عبدالغفار صاحب حفظہ اللہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔ اس تقریب میں مرکزی جمعیت اہل حدیث کے مقامی رہنما' علماء' سماجی شخصیات نے شرکت فرمائی۔ آخر میں مرکز کی تعمیر وترقی کے لیے خصوصی دعا اور احباب کی تواضع کی گئی۔ اس منصوبہ میں ناظرہ قرآن' حفظ قرآن' تجوید' درس نظامی اور میٹرک تک عصری تعلیم جیسے عظیم کام شامل ہیں۔ آپ سے پر زور اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے مالی تعاون (کسی بھی صورت میں) اور دعاؤں میں یاد رکھیں۔

محمد مشتاق احمد گل' رئیس مرکز ہذا 0323-4793334

درس قرآن

⊙ مورخہ 2 اپریل 2017ء بروز اتوار بعد نماز مغرب جامع مسجد نور الہدیٰ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ میں درس قرآن کا پروگرام ہوا۔ درس قرآن جناب قاری عبدالرؤف عتیق نائب ناظم سٹی گوجرانوالہ نے ارشاد فرمایا جن کا موضوع قرآن کے اثرات تھا۔ درس انتہائی شاندار رہا۔ مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ امام ومدرس جناب قاری محمد اسحاق شہباز (مدرس جامعہ اسلامیہ گلشن آباد) نے ضیافت کا پر تکلف اہتمام کیا۔

مرکزی جمعیت اہل حدیث حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ

...

ضرورت رشتہ

⊙ ایک شخص عمر 50 سال زمیندار' شہری رہائش' سرکاری ملازم کے لیے جنوبی پنجاب سے خاتون کا رشتہ درکار ہے۔ خواہش مند رابطہ کریں۔

رابطہ: پروفیسر عبدالخالق 0302-7316171

اناللہ وانا الیہ راجعون!

محمد عمران مجاہد کو صدمہ!

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے شعبہ مالیات کے اکاؤنٹنٹ محمد عمران مجاہد (ایم اے) کے حقیقی چچا جان عبدالمالک صاحب فیروز وٹواں میں ۲۳ اپریل کو بعد نماز عصر حرکت قلب بند ہو جانے سے انتقال کر گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند‘ ملنسار اور خلیق انسان تھے۔ ان کی نماز جنازہ اگلے روز صبح دس بجے حضرت مولانا ابوذر محمد زکریا کی اقتدا میں ادا کی گئی جس میں ہر شعبہ زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور پسماندگان کو اس صدمہ پر صبر جمیل کی توفیق سے نوازے۔ ادارہ پسماندگان کے اس غم میں شریک اور مرحوم کی بلندیٔ درجات کے لیے دعا گو ہے۔ (ادارہ)

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع ساہیوال کے ناظم نشر واشاعت مولانا مرزا محمد یوسف عابد کا جواں سال بھانجا اچانک ہارٹ اٹیک ہونے سے لاہور میں وفات پا گیا اور مرحوم کا جسد خاکی رات کو ساہیوال لایا گیا۔ اگلے دن ۹ بجے بھٹونگر کے جنازہ گاہ میں مولانا احمد یار صدیقی کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز جنازہ میں قاری نذیر احمد‘ قاری محمد حسن سلفی‘ حافظ عبدالجبار زاہد سمیت علماء کرام اور شہر بھر سے احباب نے شرکت کی۔ قارئین کرام جوان بیٹے کی وفات پر لواحقین کے لیے صبر جمیل کی خصوصی [illegible] اس کی مغفرت وبلندی درجات کی دعا فرمائیں۔

شریک غم: قاری محمد حسن سلفی‘ ساہیوال

حاجی شیخ محمد شفیق بھی چل بسے

⊙ ساہیوال شہر کی معروف سیاسی اور سماجی ممتاز شخصیت حافظ عبدالحق صدیقی مرحوم کے بھتیجے اور داماد حاجی شیخ محمد شفیق (الرحیم کولیکشن والے) مختصر علالت کے بعد قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بے پناہ خوبیوں کے مالک انسان تھے۔ ضرورت مندوں کے ساتھ ہمیشہ تعاون کرتے‘ مرکزی جامع مسجد ثنائیہ کے اہم رکن تھے۔ ان کی نماز جنازہ مرحوم کے حقیقی صاحبزادے مولانا محمد احسن شفیق صدیقی (فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد) نے ہتی شاہ قبرستان کی جنازہ گاہ میں پڑھائی۔ نماز جنازہ سے قبل مولانا احمد یار صدیقی نے مرحوم کی دینی وملی خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ نماز جنازہ میں شہر کی تاجر برادری کے سینکڑوں احباب‘ جامعہ سلفیہ فیصل آباد کے اساتذہ کرام میں سے مولانا محمد یونس بٹ‘ مولانا مفتی عبدالحنان زاہد‘ پروفیسر نجیب اللہ طارق‘ مولانا محمد ارشد قصوری اور شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی‘ قاری اظہار احمد‘ قاری نذیر احمد‘ قاری محمد حسن سلفی اور حافظ عبدالجبار زاہد سمیت دیگر علماء کرام اور مرحوم کے عزیز واقارب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ قبر پر دعا مولانا محمد یونس بٹ نے کروائی‘ قارئین کرام مرحوم کی مغفرت تامہ اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی خصوصی دعا فرمائیں۔

شریک غم: قاری محمد حسن سلفی‘ ساہیوال

⊙ 13 اپریل بروز جمعرات 2017ء کو ماسٹر محمد ادریس کی ہمشیرہ اور شفیق الرحمٰن ڈار صدر اہل حدیث یوتھ فورس فرید ٹاؤن گوجرانوالہ کی پھوپھی جان بانی جامعہ اشرفیہ للبنات رضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! موصوفہ رشیدہ بی بی نیک سیرت اور خلیق خاتون تھیں۔ اپنی طرف سے جامعہ الرشید یہ تعمیر کر کے جماعت کے نام وقف کر دیا جس کی قیمت آج کروڑوں میں ہے۔ بچیاں ناظرہ وترجمہ قرآن پڑھ رہی ہیں‘ دو معلمات۔ کا خرچہ بھی وہ خود ہی برداشت کرتی تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ قاری عبدالرؤف عتیق نائب ناظم سٹی گوجرانوالہ نے پڑھائی۔ جنازہ میں علاقہ بھر کے لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ مقام عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

شریک غم: اراکین مرکزی جمعیت‘ وحدت کالونی گوجرانوالہ

دار العلوم تقویۃ الاسلام مدرسہ غزنویہ 4۔شیش محل روڈ لاہور میں

سالانہ امتحان کے نتائج اور
تقسیم انعامات

مؤرخہ 4 مئی 2017ء بروز جمعرات بعد نماز مغرب ان شاء اللہ!

زیر صدارت

جناب محترم سید جنید غزنوی مہتمم دار العلوم

منظوم کلام

جناب محترم شاعر اسلام مولانا نذیر احمد سبحانی (خریج دار العلوم)

نتائج کا اعلان جناب رئیس المدرسین / مدیر الامتحانات دار العلوم

اس پُر سعادت موقع پر تمام اہل اسلام سے شرکت کی اپیل ہے

مہمان خصوصی





نوٹ مستورات کے لیے پردہ اور شرکاء کے لیے تواضع کا انتظام ہوگا۔ نئے سال کا داخلہ ۱۰ شوال المکرم سے شروع ہوگا۔ ان شاء اللہ

آپ اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لیے دار العلوم کو موقع دیں۔ شکریہ!

منجانب منتظم و انتظامیہ دار العلوم تقویۃ الاسلام

0335-1443583
0313-4600183
042-37112045





ماہِ رمضان مکتبہ اسلامیہ کے ساتھ

تفسیر ابن کثیر
ترجمہ: امام العصر مولانا محمد جوناگڑھی
تحقیق و نظر ثانی: حافظ زبیر علی زئی
جدید: تخریج و تحقیق شدہ ایڈیشن

صحیح بخاری
امیر المؤمنین فی الحدیث
ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری
ترجمہ و تشریح: مولانا محمد داؤد راز
تقدیم و نظر ثانی: شیخ الحدیث ابو محمد حافظ عبدالستار الحماد
مقدمہ: محدث العصر حافظ زبیر علی زئی
تخریج: فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ، فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ
مجموعہ 1 جلد | مجموعہ 3 جلد | مکمل سیٹ 8 جلد

صحیح مسلم
مع مختصر شرح نووی
تالیف: ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری
ترجمہ: علامہ وحید الزمان
تخریج: فضیلۃ الشیخ احمد زھوۃ، فضیلۃ الشیخ احمد عنایۃ

سنن ابن ماجہ
امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی
ترجمہ: پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی — تحقیق: علامہ ناصر الدین البانی
نظر ثانی: شیخ الحدیث ابو محمد عبدالستار الحماد — مراجعت: حافظ زبیر علی زئی
تخریج: حافظ ندیم ظہیر — تصحیح: حافظ صلاح الدین یوسف

مشکوٰۃ المصابیح
مع الاکمال فی اسماء الرجال
ترجمہ: ابو انس محمد سرور گوہر
نظر ثانی: شیخ الحدیث حافظ عبدالستار الحماد — تحقیق و تخریج: حافظ زبیر علی زئی
پہلی بار الاکمال فی اسماء الرجال کا مکمل ترجمہ اور تحقیق

موطأ امام مالک
محدث العصر حافظ زبیر علی زئی
موطا امام مالک (روایۃ ابن القاسم/ الملخص القابسی) کے نایاب نسخے کا انتخاب جو محدثین کے ہاں معتبر اور صحیح ترین نسخہ ہے

NEW
خلاصۂ قرآن
پروفیسر حافظ عبدالاعلیٰ
نماز تراویح کے موقع پر تفسیری نکات بیان کرنے والوں کے لیے انمول تحفہ

NEW
زاد الخطیب (4 جلدیں)
تالیف: ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاھد
خطباء، دعاۃ اور مبلغین حضرات کے لئے ایک علمی تحفہ

NEW
ماہِ رمضان: فضائل، مسائل و احکام
تالیف: قاری عبدالشکور ساجد
تقدیم: حافظ ندیم ظہیر

رمضان المبارک کے شب و روز
تالیف: حافظ ندیم ظہیر
ماہ رمضان کیسے گزاریں کہ ہمارا رب ہم سے راضی ہو جائے اور ہم دونوں جہانوں میں سرخرو ہو جائیں۔ اس سلسلے میں یہ کتاب مشعل راہ ثابت ہوگی۔

توبہ
معنی و مفہوم، ثمرات اور تقاضے
تالیف: مولانا فاروق احمد
نظر ثانی: محمد سرور عاصم

رمضان المبارک کے فضائل و احکام
تالیف: مولانا عبیداللہ محدث مبارکپوری
تحقیق و تعلیق: حافظ ندیم ظہیر
مسائل رمضان کے موضوع پر ایک منفرد اور مدلل کتاب جس میں ہر مسئلے کو باحوالہ بیان کیا گیا ہے۔

فضائل صدقات
تالیف: عبداللہ یوسف ذہبی
تحقیق و تصحیح: حافظ ندیم ظہیر

تقویٰ کے ثمرات اور گناہوں کے اثرات
تالیف: سعید بن علی بن وھف القحطانی
نظر ثانی: محمد سرور عاصم

تقرب الی اللہ
تخریج شدہ ایڈیشن
تالیف: فاروق احمد
تخریج: عبداللہ یوسف ذہبی

- قرآن مجید - تفاسیر - احادیث
- سیرۃ النبی ﷺ - تاریخ اسلام - فقہ و فتاویٰ
- وفاق المدارس - عربی کتب اور دیگر ادبی و اصلاحی کتب خریدنے کے لیے تشریف لائیں

اپنی کتاب کی عمدہ پرنٹنگ اور مضبوط بائنڈنگ کے لیے بھی مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس کی خدمت حاصل کریں۔

/maktabaislamia1

مکتبہ اسلامیہ ®

لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور — 042-37244973, 042-37232369
فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد — 041-2631204, 041-2641204

www.maktabaislamiapk.blogspot.com — maktabaislamiapk@gmail.com — Ph 0300-8661763

Weekly AHL- E - HADITH
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
CPL No 116
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257
Paigham T.V:
042-37722876

تقسیم اسناد، علماء، حفاظ کی فراغت کے پُر مسرت موقع پر

ادارہ مرکز التوحید (رجسٹرڈ) چوک چورہٹہ ڈیرہ غازی خان

قائم شدہ 1956 پاکستان

بتاریخ 10 مئی 2017 بروز بدھ ظہر تا رات ان شاء اللہ تعالیٰ

43 ویں سالانہ پُر وقار تکمیل صحیح بخاری شریف

عظیم الشان محفل قرآن تبلیغی و اصلاحی

زیر امارت جناب ڈاکٹر حافظ عبدالکریم صاحب MNA محسن جماعت ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

درس بخاری جناب حافظ عبدالستار حماد صاحب مفتی عظم پاکستان فاضل مدینہ یونیورسٹی

جناب قاری یٰسین حیدر صاحب

جناب فضیلۃ الشیخ عبدالجبار ربانی صاحب

جناب محترم حافظ اکبر اسد صاحب حافظ الحدیث چونیاں

جناب عبدالقیوم صاحب

قاری اسماعیل محمدی صاحب

جناب محترم حافظ محمد یوسف پسروری صاحب شیر پاکستان

جناب محترم سید سبطین شاہ نقوی صاحب سرگودھا

جناب پروفیسر عتیق اللہ عمر صاحب عظیم سکالر صدر جمعیت اساتذہ پاکستان لاہور

جناب محترم حافظ بنیامین عابد صاحب خطیب پاکستان

محترم جناب عبدالمنان راسخ صاحب فیصل آباد

محترم جناب رانا خلیق پسروری خان صاحب محبوب عوام

انتظام قاری کلیم، بھائی ابراہیم محمدی

Facebook
مرکز التوحید ڈیرہ غازی خان
qariabdulrahimkalim
Youtube
Qari Abdul Rahim Kalim

مرکز التوحید چوک چورہٹہ ڈیرہ غازی خان پاکستان
0300-6787139

قاری احسان الرحیم کلیم طالب جامعۃ القصیم